جدید ایڈیشن تصحیح اور اضافہ کے ساتھ

حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ اور اس کا تقاضہ

دعائیہ کلمات

نمونۂ اسلاف حضرت اقدس مولانا
مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب
دامت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

کلماتِ بابرکات

شیخ طریقت داعیٔ سنّت عالم ربانی
حضرت اقدس مولانا الشاہ منیر احمد صاحب
دامت برکاتہم، کالینا، ممبئی

مُؤلِّف
محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری

ناشر
مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم پوکھرہ چھتہی، مہولی، کبیرنگر (خلیل آباد)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

نام کتاب : حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ اور اس کا تقاضہ
مؤلف : محمد مستقیم قاسمی، پڑیا بزرگ، اُترولہ، بلرامپور، یوپی
موبائل نمبر 09565871556
اشاعت اوّل : ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ
اشاعت دوم : ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ
کمپوزنگ : اسلامیہ پریس بستی، ۹۴۵۰۸۶۷۲۱۱
تعداد بارِ اوّل : ۱۱۰۰
تعداد بارِ دوم : ۱۱۰۰
صفحات : ۱۲۰
قیمت : ۵۵/روپئے

ملنے کے پتے

- مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم پوکھرہ چھتہی، مہولی، کبیرنگر (خلیل آباد)، یوپی
  موبائل نمبر 8429014949 وہاٹس ایپ نمبر 9565871556
- مدرسہ بحرالعلوم بلوہا بازار، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی
- مدرسہ انجمن محمدی اُترولہ، ضلع بلرامپور، یوپی
- مدرسہ فیضان العلوم دَتلوپور، سعداللہ نگر، بلرامپور، یوپی

فہرست

مضامین

صفحات

اِنتساب

۱۔ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے نام، جس کے روح پرور ماحول میں رہ کر کچھ لکھنے، بولنے اور برتنے کا سلیقہ نصیب ہوا۔

۲۔ شیخِ طریقت، داعیٔ سنت، عالم ربانی حضرتِ اقدس مولانا الشاہ منیر احمد صاحب دامت برکاتہم کے نام، جن کے فیض صحبت سے بے شمار آزاد خیال لوگوں کے دلوں میں شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

۳۔ خالِ مکرم، استاذِ محترم حضرت مولانا محمد رفیق صاحب قاسمی زید مجدہم کے نام، جن کی توجہ وعنایت سے باری تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند سے خوشہ چینی کی توفیق مرحمت فرمائی۔

۴۔ اپنے تمام اساتذۂ کرام کے نام، جن کے سامنے احقر نے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

۵۔ اپنے والدین محترمین مدظلہما کے نام، جن کی مخلصانہ دعائیں قدم بقدم اس عاجز کے لئے معین ومددگار رہیں۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چُنے ہیں اُن کے دامن کیلئے

بندہ محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری
موبائل نمبر 8429014949
وہاٹس ایپ نمبر 9565871556

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مؤلف

۱۔ سرورِ کونین، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے محبت دین وایمان کا جزء ہے، خود آقائے مدنی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اس وقت تک کسی کا ایمان معتبر نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھ سے جاں نثاری اور شیدائیت کا تعلق نہ ہو اور میں اس کے دل ودماغ میں اس کی اولاد، آباء واجداد اور تمام عزیزوں سے پیارا اور محبوب نہ ہوجاؤں۔

بخاری ومسلم کی یہ روایت ہر فرزندِ اسلام سے عشق رسول ؐ کا مطالبہ کر رہی ہے، علمائے کرام نے لکھا ہے کہ عشقِ نبی ﷺ اور حُبِّ رسول ﷺ ہر امتی کا فرض ہے۔

۲۔ کتاب وسنت کے تمام پہلو پر غور کریں اور نصوص وآثار کا ہر زاویہ سے جائزہ لیں، لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ کی حسین تعبیر پر غور کریں اور مَنۡ اَحَبَّ سُنَّتِیۡ فَقَدۡ اَحَبَّنِیۡ کے پرکشش مطالبہ پر بنظرِ عمیق نگاہ ڈالیں تو اس نتیجہ پر پہونچا جاسکتا ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں نِری محبت کا کوئی تصور نہیں ہے اور اللہ ورسول ؐ کے نزدیک زبانی محبت کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بلکہ ہم سے عملی محبت کا مطالبہ ہے، ہم سے گفتار کا نہیں بلکہ کردار کا تقاضہ ہے، جلوس واجلاس کا مظاہرہ نہیں بلکہ عملی کارکردگی مطلوب ہے۔

۳۔ آج ہم حضورِ اقدس ﷺ سے عشق ومحبت کا دم تو بھرتے ہیں بلکہ حُبِّ رسول ؐ کے جزِ وایمان ہونے کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں مگر اس کے تقاضوں کی تکمیل سے گریزاں ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم زبانی دعویٔ محبت کے بجائے عملی طور پر آپ سے اپنی محبت وعقیدت اور وابستگی کا ثبوت پیش کریں، آپ کی لائی ہوئی عظیم شریعت اور آپ کی بے بہا سُنّت کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کریں، ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات غرض ہر شعبۂ حیات میں آپ ؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنے

لئے مشعلِ راہ بنائیں، تبھی ہم سچے عاشقِ نبیؐ اور حقیقی محبِّ رسولؐ کہے جاسکتے ہیں۔

۴۔ بعض احباب کی طرف سے تقاضہ ہوا کہ کتاب وسنت کی روشنی میں ایک مختصر رسالہ تحریر کیا جائے جس سے عوام الناس کے سامنے یہ بات واضح طور پر آسکے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت کا کیا تقاضہ ہے؟ اور سچی محبت کسے کہتے ہیں؟ چنانچہ اللہ کے بھروسے پر اس کام کا آغاز کردیا گیا، اور بفضلہٖ تعالیٰ ''حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ'' کے نام سے یہ رسالہ پہلی دفعہ ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوا اور عوام وخواص میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

اکابر اہلُ اللہ کی دعاؤں اور مستند علمائے کرام کی تصدیقات وتائیدات سے مزیّن کتاب کا دوسرا ایڈیشن تصحیح اور مزید اضافہ کے ساتھ آپ کے مبارک ہاتھوں میں موجود ہے۔ ہم تہہِ دل سے شکر گذار ہیں اُن تمام اکابر علمائے کرام وبزرگانِ دین کے جنھوں نے اِس عاجز کو دعاؤں سے نوازا اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود تصدیقات وتقریظات تحریر فرما کر اِس ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی یا مفید مشوروں سے نوازا۔ دعاء ہے کہ ان میں سے ہمارے جو اکابر اللہ کو پیارے ہوچکے، باری تعالیٰ اُن کی قبروں کو جنت کا باغ بنائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے۔ اور جو بزرگان دین بقیدِ حیات ہیں اللہ ربُّ العالمین اُن کا سایہ ہمارے سروں پر صحت وعافیت کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

نیز ہم بے حد شکر گذار ہیں اُن تمام معاونین ومخلصین کے، جن کی مخلصانہ کاوِشوں سے یہ رسالہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوسکا۔ اللہ پاک تمام معاونین ومحسنین کو اجرِ جزیل عطا فرمائے، اِس رسالہ کو شرفِ قبولیت بخشے اور مؤلف، اُس کے اساتذہ اور والدین کیلئے ذخیرۂ آخرت اور وسیلۂ نجات بنائے۔ (آمین)

۵۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس کتابچہ کو ادبی چاشنی کی نیت سے ہرگز نہ پڑھیں بلکہ کتاب کے مضامین پر نظر رکھتے ہوئے اس جذبہ سے اس کا مطالعہ کریں کہ

مُقلِّبُ القلوب ہمیں حقیقی عشقِ رسولؐ نصیب فرمائے اور ہمارے سینوں کو آنحضرت ﷺ کی محبت سے معمور فرمائے۔

بندہ کو اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا صدق دل سے اعتراف ہے، اس لئے اربابِ فضل وکمال سے بصد احترام التماس ہے کہ اگر کوئی بات خلافِ تحقیق نظر آئے تو مؤلف کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے۔ وَلَکُمُ أَجْزَلُ الشُّکْرِ وَالْاِحْتِرَامِ

العبد محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری

خادمِ تعلیمات

مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم چھتہی، مہولی کبیر نگر (خلیل آباد)، یوپی

فون نمبر: 9565871556, 8429014949

مکتوبِ گرامی

مرشدامت حضرت اقدس مولانا سید محمد رابع الحسنی الندوی دامت برکاتہم العالیہ

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

باسمہٖ سُبحانہ

محترم ومکرم مولانا محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری، زید توفیقہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاجِ عالی بخیر ہوگا، گرامی نامہ موصول ہوا تھا، آپ کی دینی فکرمندی اور دلسوزی کی قدر آئی، آپ جو کام دین کے تعلق سے کر رہے ہیں وہ بہت قابلِ قدر ہے۔

آپ کیلئے ہم دعاء کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے اچھے نتائج ظاہر ہونگے۔

أَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كُمْ لِإِعْلَاءِ كَلِمَتِهٖ وَلِنُصْرَةِ دِيْنِهٖ

وَوَفَّقَكُم لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى وَبَارَكَ فِيْ أَعْمَالِكُمْ

والسلام

(حضرت اقدس مولانا) **مخلص محمد رابع حسنی ندوی** (مدظلہ العالی)

۱۳/۴/۱۴۳۹ھ مطابق ۲/۱/۲۰۱۸ء

باسمہ سبحانہ

محترم ومکرم مولانا محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوگا، گرامی نامہ موصول ہوا تھا، آپ کی دینی فکرمندی اور دلسوزی کی قدر آئی، آپ جو کام دین کے تعلق سے کر رہے ہیں وہ بہت قابل قدر ہے

آپ کے لئے ہم دعا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوں گے

اطال اللہ بقاءکم لاعلاء کلمتہ ولنصرۃ دینہ ووفقکم لما یحب ویرضی وبارک فی اعمالکم

والسلام

مخلص

محمد رابع حسنی ندوی

۱۳/۴/۱۴۳۹ھ

۲/۱/۲۰۱۸ء

دُعائیہ کلمات

نمونۂ اسلاف حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم العالیہ

مُہتمِم دارالعلوم دیوبند، یوپی

جناب مولانا محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری کی تصنیف کردہ کتاب ''حُبِّ رسول اکرم ﷺ اوراس کا تقاضہ'' کومتفرق مقامات سے دیکھا۔ ماشاءاللہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ یقیناً حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت ایمان کے لئے شرط ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ سچی محبت کا تقاضہ کامل اتباع اور مکمل خودسپردگی ہے۔ اتباعِ سنت اور پیرویٔ شریعت کے بغیر دعوائے محبت قابلِ اعتبار نہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ اُمّت کی زندگی اِس حقیقت کی مکمل آئینہ دار تھی۔

زیرِنظر کتاب میں اِس مضمون کواچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس محنت کو قبول فرمائے اور ہر مومن کونبیٔ اکرم ﷺ کی حقیقی محبت سے سرفراز فرمائے۔

(حضرت اقدس مولانا مفتی) ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ (مدظلہ العالی)

مہتمم دارالعلوم دیوبند، یوپی

۱/۵/۱۴۳۷ھ

(Mufti) Abul Qasim Nomani — (مفتی) ابو القاسم نعمانی

Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband — مهتمم دار العلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No.......... Date:....................

دعائیہ

جناب مولانا محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری کی تصنیف کردہ کتاب ''حب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تقاضہ'' کومتفرق مقامات سے دیکھا۔ ماشاءاللہ، کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ یقیناً حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ کے ساتھ سچی محبت ایمان کے لیے شرط ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت کا تقاضہ کامل اتباع اور مکمل خودسپردگی ہے۔ اتباع سنت اور پیروی شریعت کے بغیر دعوائے محبت قابل اعتبار نہیں۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کی زندگی اس حقیقت کی مکمل آئینہ دار تھی۔

زیرنظر کتاب میں اس مضمون کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہر مومن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت سے سرفراز فرمائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱/۵/۱۴۳۷ھ

کلماتِ بابرکات

شیخ طریقت، داعیِ سنت، عالم ربّانی حضرتِ اقدس الشاہ مولانا **منیر احمد** صاحب اَدام اللہ ظلہٗ

خلیفۂ اجل: مُرشدِ اُمّت حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ایمان وعمل کی بنیادی اور مرکزی طاقت حُبُّ اللہِ تعالیٰ اور حُبِّ رسول اللہ ﷺ ہے، اسی سے ایمانی اور اسلامی زندگی میں پختگی اور ترقی وابستہ ہے، اِس میں بھی حُبُّ اللہِ تعالیٰ کا معیار حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ ہے، اس لئے اِس محبت کے سرمایہ کی حفاظت، اس میں اضافہ امت مسلمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے، خصوصاً اِس مادّہ پرستی کے دور میں جبکہ اِسی متاعِ محبت پر حملے تیز سے تیز تر ہورہے ہیں۔

بندہ نے جناب مولانا محمد مستقیم صاحب قاسمی بلرامپوری کی تالیف جس کا نام ''حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ اور اس کا تقاضہ'' ہے دیکھا، ماشاء اللہ موضوع سے متعلق کافی مفید اور مؤثر پایا، آقا مولیٰ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اُس کی اہمیت وتاکید، صحابۂ کرام کے واقعاتِ مبارکہ کا نمونہ، اُس کی برکات کا بیان الحمد للہ مؤثر انداز میں موجود ہے جو عظمت ومحبت اور اتباع پر ان شاء اللہ مہمیز کا کام دے گی۔

بندہ دعاء کرتا ہے کہ اللہ پاک اِس کتاب کو ہم سب اور پوری امت وانسانیت کے حق میں نافع وانفع بنائیں، قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

والسلام

بندہ راقم (حضرت اقدس داعیِ سنت مولانا) **منیر احمد** (صاحب دامت برکاتہم)

تقــــــریظ

محقّقِ زماں حضرتِ اقدس مولانا **عبدالحفیظ رحمانی** نور اللہ مرقدہٗ

سابق محقق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيۡعِ الۡأَنۡبِيَاءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ.

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری آسمانی کتاب ہے، اور سلسلۂ انبیاء ورُسل کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اب نہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی اور نہ کوئی نیا نبی دنیا میں مبعوث ہوگا، نبی آخر الزماں ﷺ تمام انبیاء ورُسل کے اوصافِ حمیدہ کا مجموعہ ہیں۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مسعود سے لیکر آج تک آپ کے اوصافِ عالیہ بیان کرنے والے ایک ایک وصف کو منظرِ عام پر لانے کی کوشش کررہے ہیں اور سیرتِ پاک کے نئے نئے گوشے سامنے آرہے ہیں، لیکن آپ کا تیئیس سالہ دورِ نبوت وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے جس میں موتیوں کا شمار نہیں، غوّاصوں کو جو موتی بھی ہاتھ آجاتا ہے وہ اُسی میں گم ہوکر اُس کے اوصاف بیان کرنے میں مشغول ہوجاتا ہے پھر بھی اُس کا حق ادا نہیں کرپاتا اور اپنے عجز کا اعتراف کرلیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابِ زندگی کے کتنے گوشے ہیں اور اس کے کتنے اوراق ہیں کوئی نہیں جانتا اور نہ اس کا کوئی دعویٰ کرسکتا ہے۔ کتابِ زندگی کی ورق گردانی کرتے ہوئے جس پر اُس کی نظر جم گئی اُسی کو اُس نے اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار

کیلئے منتخب کرلیا، اور نئے نئے گوشے اس کے سامنے آتے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک پر کتنا کچھ لکھا گیا، کتنے گوشوں کو اُجاگر کیا گیا اور کتنے گوشوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی، اور موجودہ وقت میں کتنے علماء ومحققین، محدثین وفقہاء، اہل قلم مفکرین ودانشور، اُدباء وشعراء کتنے گوشوں کو منظرِ عام پر لانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں کچھ نہیں کہا جاسکتا اور نہ اُن کی گنتی کی جاسکتی ہے۔ یہ کدّ وکاش ہر زبان میں جاری ہے اور رہتی دنیا تک جاری رہے گی۔

عظمتِ رسولؐ، محبتِ رسولؐ اور دعوتِ رسولؐ کو مختصر انداز میں پیش کرنے کی ایک اچھی کوشش مولانا محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری نے ''حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ اور اس کا تقاضہ'' کے نام سے کی ہے، مختصر کتاب میں متعدد عنوانات کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے حوالوں کے ساتھ اور حوالہ جات معتبر اور قابلِ یقین ہیں۔

اندازِ تحریر دعوتی اور ناصحانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازیں اور ذریعۂ نجات بنادیں۔ آمین

(حضرت مولانا) عبدالحفیظ رحمانی (نوراللہ مرقدہٗ)
سابق محقق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند
لوہرسن، ضلع سنت کبیر نگر، اتر پردیش
۹؍اپریل ۲۰۱۶ء

تقریظ

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا صادق علی قاسمی بستوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنِّف ''داعیٔ اسلام'' (غیر منقوط شاہنامہ اسلام)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ تبصرہ نگار کتاب ضخامت کے اعتبار سے ہلکی پھلکی ہی کیوں نہ ہو پوری کتاب تسلسل کے ساتھ کم پڑھتے ہیں، یہ صرف مجھ جیسے نااہل کا خیال نہیں ہے بلکہ وہ خود لکھ دیتے ہیں کہ کتاب کے چیدہ چیدہ مقامات کو پڑھا، عوام وخواص کیلئے مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔

مجھے یہ کتاب یعنی ''حُبِّ رسولِ اکرم ﷺ اور اس کا تقاضہ'' گرامی قدر شاعرِ اسلام جناب مجیب بستوی صاحب سے دستیاب ہوئی، عنوان ہی سے مجھے اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوا اور دل میں فوری احساس پیدا ہوا کہ مجھے اِس کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب از ابتداء تا انتہاء پڑھ ڈالی اور بہ نظرِ غائر پڑھی اور مؤلف کو ''حُبِّ رسولِ عملی'' کی عام دعوت پر بہت بہت دعائیں دیں اور انتہائی متأثر ہوا۔

تحریر پُرخلوص ہے انداز ہے سادہ — اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

یہ سچ ہے کہ حُبِّ رسول پر تقریریں کرنے والے اور اسٹیج سجانے والے تو دردر اور گھر گھر ملیں گے لیکن رسول ﷺ سے جو محبت مقصود ہے وہ اکثر مفقود ہے، اور یہی حال حُبُّ اللہ کا بھی ہے، اور شاید اِسی بنا پر مسلمان پوری دنیا میں طرح طرح کے ناگفتہ بہ حالات ومسائل سے دوچار ہیں۔

یہ حالاتِ بد کا نتیجہ ہے ورنہ — کہیں شیر بھی جوتا جاتا ہے ہل میں

کتاب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد محسوس ہوا کہ اِس کتاب کو گھر گھر پہونچنا چاہئے اور بالخصوص پڑھے لکھے نوجوانوں کو اِس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دینا چاہئے۔

میری ناقص رائے ہے کہ اِس کتاب کو غیروں تک بھی پہونچانا چاہئے تاکہ وہ جان سکیں کہ واقعی اِسلام سچا دین ہے، وہ صرف اخلاق اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔ اسلام جبر وظلم اور باہمی منافرت کو کسی حال میں پسند نہیں کرتا، وہ رواداری اور صبر وتحمل کا درس دیتا ہے، وہ رحم وکرم اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے۔

آپ ﷺ کا صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا آپؐ کے ساتھ کیا سلوک تھا؟ کیا برتاؤ تھا؟ کتنی محبت تھی؟ (یہ باتیں غیروں کے سامنے بھی آنی چاہئیں) آپ ﷺ چند صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں، سامنے سے ایک جنازہ گزرتا دیکھ کر آپ کھڑے ہوجاتے ہیں، صحابہ فرماتے ہیں ''اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا؟'' آپ ﷺ فرماتے ہیں ''انسان کا تو تھا''۔

یہ سلوک تھا آپ کا غیروں کے ساتھ۔ کیا غیر اِس واقعہ سے متأثر نہیں ہوسکتے؟ واقعہ معمولی سہی، بات بہت بڑی ہے۔

اِس کتاب کو غیروں تک پہونچانے کی ایک صورت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اِسے ہندی میں بھی چھپوایا جائے، حدیث کے الفاظ حذف کردیئے جائیں، ترجمہ کے نیچے حوالہ دے دیا جائے، کچھ ضروری چیزوں کا اضافہ کردیا جائے جو سب کے لئے مفید ہوں۔ ان شاء اللہ کتاب کی افادیت مزید بڑھ جائے گی۔

اگر انسانیت اپنوں میں گھر گھر عام ہوجائے
عجب کیا ہے عدو بھی حامیٔ اسلام ہوجائے
اطاعت میں تری آقاؐ خدا کی بھی اطاعت ہے
محبت ہے اگر تجھ سے تو سارا کام ہوجائے

اہلِ نظر کے واسطے تحفہ عجیب ہے

نتیجۂ فکر: شاعرِ اسلام جناب مولانا مجیب بستوی صاحب

صدر انجمن افکارِ ادب سمریاواں بازار، سنت کبیر نگر، یوپی

مومن سمجھ کے خود کو کسی نے بھی بھول کی
دل میں نہیں ہے جس کے محبت رسولؐ کی

اللہ کے رسولؐ کا رُتبہ بلند ہے
ہاتھوں میں جسکے سارے جہاں کی کمند ہے

کلمہ میں نامِ دوم محمدؐ کا نام ہے
بعد از خدا رسولِ خدا کا مقام ہے

خالی ہے جس کا قلب درود وسلام سے
غافل ہے وہ ابھی شہِ خیرالانام سے

یادِ خدا کے ساتھ ہے یادِ رسولؐ بھی
مومن اگر ہو، بات یہ سمجھو اُصول کی

ہر طاعتِ رسول اطاعت خدا کی ہے
حُبِّ رسول ہی میں محبت خدا کی ہے

گر خود سے محبت ہے خدا کے نبی سے ہو
دنیا کے طول وعرض میں چاہے جہاں بھی ہو

حُبِّ نبی نہیں ہے کہ نعرے لگایئے
حُبِّ نبی کے نام پہ قربان جایئے

حُبِّ نبی کا نام نہیں جشنِ عام ہے
حُبِّ نبی، نبیؐ پہ درود و سلام ہے

ہم کو ہے اُن سے پیار اُنھیں ہم سے پیار ہے
ہر ایک دوسرے کیلئے بے قرار ہے

ہو عام یہ کتاب دُعائے مجیبؔ ہے
اہلِ نظر کے واسطے تحفہ عجیب ہے

مقـــدمـــه

عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، حضرت مولانا ومفتی محبوب احمد صاحب قاسمی زید مجدہم
مہتمم مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم چھتہی، مہولی، کبیر نگر (خلیل آباد)، یوپی

حامداً ومصلیاً أما بعد!

سرورِ دوعالم، فخرِ موجودات، امام الانبیاء، خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی سے سچی اور گہری عقیدت ومحبت اور آپ کی کامل پیروی ہی میں فلاح ونجات مضمر ہے، آپ سے ہٹ کر ہدایت وحق پرستی اور رضائے الٰہی کے سارے دروازے اور راستے بند ہیں۔

عشقِ رسول ہی کائنات پر حکمرانی اور فتح مندی کا واحد ذریعہ اور بے خطا نسخہ ہے۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ او ست
دو جہاں در گوشۂ دامانِ او ست

اور

عجب کیا گر مہ وپرویں مرے نخچیر ہوجائیں
کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را

(یعنی ایسی بلند وبالا اور عظیم ورفیع ہستی سے میں نے وابستگی حاصل کرلی ہے کہ اب چاند، سورج، ستاروں اور سیاروں کا میرے زیرِ قابو ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔)

آپ ﷺ کے فضائل ومناقب، آپ کے محاسن ومحامد، آپ ﷺ کے امت پر احسانات، امت کے لئے بے پناہ قربانیاں، بے چینیاں، بے قراریاں، آہ وزاریاں اور فکر مندیاں ایک سچے امتی میں یہ احساس پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں کہ خدا کے بعد ساری مخلوقات میں آپ سے بڑھ کر کوئی محسن وغمخوار نہیں، کوئی آپ سے بڑھ کر ہمارا ہمدرد ومسیحا

نہیں۔ اسلئے کامل محبت بلکہ غالب محبت صرف آپ ہی کا حق ہے۔

کمالات کی تحصیل اور جملہ رذائل وفواحش اور منکرات سے اجتناب وپرہیز کا واحد راستہ آپ کی اتباع واطاعت ہے۔

جو بھی فرد یا جماعت یا قوم وملت رسول اللہ ﷺ سے سچی وابستگی پیدا کرے گی وہ اپنے دور میں امامت وسیادت، قیادت وامارت اور حکومت وجہاں بانی کے مقام تک پہونچ کر رہے گی، بلکہ دنیا ان کی شاگردی اور غلامی وچاکری پر ناز کرے گی۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

ضرورت ہے کہ اس دورِ مادیت والحاد میں پھر وہی عشقِ رسول ﷺ کی آگ دہکا کر مردہ قلوب کو زندہ کیا جائے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

مادیت سے مغلوب، روحانیت سے دور ونفور افراد واشخاص کو پھر وہی جامِ الفت پلا کر مست ومسحور کیا جائے۔

عجب چیز ہے عشقِ شاہِ مدینہ
یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ
اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

رفیقِ مکرم جناب مولانا محمد مستقیم صاحب قاسمی بلرامپوری زید مجدہم ناظم مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم پوکھرہ چھتہی، مہولی، کبیر نگر نے اس محبوب موضوع پر اپنے مخلص رفقاء اور قدر دانوں کی فرمائش پر قلم اٹھایا اور بہت سلیقہ مندی اور مہارت سے

نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ موضوع کا اختصار مگر جامعیت کے ساتھ احاطہ فرمایا۔

اس موضوع کی اہمیت اور روز افزوں افادیت اور موصوف کے اندازِ تحریر کی متانت، استقامت، حسنِ انتخاب اور دعوتی اسلوب سے (انشاء اللہ) قارئین کو بیش قیمت مواد فراہم ہوں گے، اور سنت وسیرت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وپیروی کا عظیم درس وپیام حاصل ہوگا۔

مؤلفِ کتاب موصوف ایک عالمِ باعمل، عاشقِ رسول ﷺ، پابندِ سنت، صاحبِ نظر، وسیع المطالعہ، قوی الحافظہ، پختہ اور سنجیدہ طرزِ تحریر کے مالک اور دعوتی فکر ومزاج کے حامل ہیں۔

خداوندِ قدوس ان کی اس مفید وبرمحل کاوش کو شرفِ قبول عطاء فرمائے اور قارئین ومستفیدین کو خوب خوب محظوظ ومسعود فرمائے، اور مؤلف موصوف کو مزید دینی، علمی، اصلاحی، تعلیمی، تدریسی اور دعوتی کاموں اور کارناموں کے لئے قبول فرمائے۔

آمین

يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بندہ محبوب احمد قاسمی عفی عنہ

خادم: مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم پوکھرہ چھتہی، مہولی، کبیرنگر

مؤرخہ ۲۰۱۴/۱۱/۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَتَحَ أَبْوَابَ النَّدٰى، وَمَنَحَ أَسْبَابَ الْهُدٰى، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى، اَلّذِىْ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ مَحَجَّةً لِمَنِ اهْتَدٰى، وَحُجَّةً عَلٰى مَنِ اعْتَدٰى، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ أَحْيَوْا سُنَّتَهٗ عَلٰى طُوْلِ الْمَدٰى، وَعَلَى مَنْ حَذَوْا حَذْوَهُمْ وَتَمَسَّكُوْا بِسُنَنِ خَيْرِ الْوَرٰى، وَرَفَعُوْا رَايَاتِ الْحَقِّ وَالْمِلَّةِ الْبَيْضَاءِ وَهَدَمُوْا بُنْيَانَ الْبِدَعِ وَالْهَوٰى،

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُمْ، وَاجْعَلْنَا وَإِيَّاهُمْ مِمَّنْ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰى

آمِيْنَ

يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اللہ رب العالمین کا بے پایاں احسان وکرم ہے کہ اس نے جس طرح ہماری جسمانی نشو ونما اور مادی تربیت کے لئے زمین سے ہماری غذاؤں اور خوراک کا انتظام فرمایا اور جسمانی امراض سے شفایابی کے لئے دوائیں اور معالج تیار فرمائے اسی طرح ہماری روحانی نشو ونما اور دینی تربیت کے لئے نبوت ورسالت کا سلسلہ قائم فرمایا اور ہماری ہدایت کے لئے نہایت مشفق انبیاءِ کرامؑ دنیا میں بھیجے۔

ہدایت کے اس سلسلے کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا، اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام سے ہوتا ہوا نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، سرورِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مکمل کر دیا گیا۔

نویدِ مسیح علیہ السلام

جس طرح رات کا اندھیرا پھیلتے ہی آسمان پر ستارے جگمگانے لگتے ہیں اور پھر رات کا اختتام ہوتے ہی افق پر صبحِ صادق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور اس کے بعد پوری کائنات کو منور کرنے والا سورج طلوع ہو کر تاریک رات کو روشن دن میں تبدیل کر دیتا ہے، اسی طرح کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام ستاروں کی مانند آسمانِ نبوت پر جگمگائے اور اپنے اپنے دائرے میں ہدایت کی روشنی پھیلاتے رہے، اب وقت تھا کہ صبحِ صادق کی سپیدی آسمانِ نبوت کے افق پر طلوعِ آفتاب کی علامت بن کر چھا جائے اور ضلالت وگمراہی کی تاریکی ختم ہو۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اس طلوعِ آفتاب کا مژدۂ جاں فزا

دے کر بھیجا، گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانِ نبوت پر صبحِ صادق بن کر تشریف لائے، آپ کا ظہور ”طلوعِ آفتاب“ کا پیغام تھا، آپ نے آکر دنیا کو بتایا کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورة الصف آية: ٦)

ترجمہ : میں تمھارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو توراۃ آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا ان کی بشارت دینے والا ہوں۔ ﴿بیان القرآن از حضرت تھانویؒ﴾

طلوعِ آفتابِ رسالت

بالآخر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے پانچ سوستر (۵۷۰) سال بعد ۵۷۱ء ماہِ اپریل کی ۲۰ یا ۲۲ رتاریخ کو صبحِ صادق کے وقت آسمانِ نبوت کا وہ آفتابِ عالم تاب طلوع ہوا جس کی روشنی سے ساری کائنات جگمگا اٹھی اور کفر وشرک، ضلالت وگمراہی اور ظلم وعدوان کی تاریکیاں یکسر کافور ہو گئیں۔

سب سے بڑا انعام

ہادیٔ عالم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پوری انسانیت پر اللہ کا خاص انعام ہے، سورۂ آلِ عمران میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا (آیت نمبر:۱۶۴) حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انھیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہے اور زمین وآسمان کے خزانوں کا مالک ہے، اس رحیم وکریم ذات نے انسانوں کو بے حد وحساب نعمتوں سے نوازا ہے، اگر وہ بینائی نہ دیتا تو انسان اندھا ہوتا، اگر وہ سماعت نہ دیتا تو انسان بہرا ہوتا، اگر وہ گویائی نہ دیتا تو انسان گونگا ہوتا، اگر وہ ٹانگیں نہ دیتا تو انسان لنگڑا ہوتا، اگر سر پر بال نہ دیتا تو انسان گنجا ہوتا، اگر وہ دماغ نہ دیتا تو انسان پاگل ہوتا، اگر رزق نہ دیتا تو انسان مفلس ہوتا، اگر اچھی شکل نہ دیتا تو انسان بدصورت ہوتا، اگر صحت نہ دیتا تو انسان بیمار ہوتا، اگر اولاد نہ دیتا تو انسان لاولد ہوتا، اگر عزت نہ دیتا تو انسان ذلیل ہوتا، الغرض اللہ عزوجل نے ہم پر بے شمار احسان کیا ہے، اور ہمیں اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے، لیکن ان بے شمار نعمتوں میں سے کسی بھی نعمت پر اللہ نے احسان نہیں جتلایا، یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ہم نے تمھیں ہاتھ، پاؤں دیئے تم پر احسان کیا، دیکھنے، سننے، بولنے اور سمجھنے کی قابلیتیں بخشیں تو تم پر احسان کیا، تمھارے رہنے، بسنے کیلئے زمین بنا کر تم پر احسان کیا، تمھارے فائدے کے لئے آسمان بنا کر تم پر احسان کیا، آسمان سے بارش نازل کی تو تم پر احسان کیا، چاند، سورج اور ہواؤں کو تمھارے کام میں لگا کر تم پر احسان کیا، تمھیں عدم سے وجود میں لا کر تم پر احسان کیا، تاہم ایک نعمت ربُّ العالمین نے ایسی دی کہ جس کو دے کر منعمِ حقیقی کو بھی انعام دینے کا مزہ آ گیا اور اس نے کھلے الفاظ میں یوں فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (تحقیق کہ اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے رسول کو بھیجا)۔ (عشقِ رسول ﷺ ص:۴۶)

حُبِّ رسول ﷺ کی اہمیت

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پوری کائنات بالخصوص ہم مسلمانوں پر اللہ کا خاص انعام ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ ہی کے ذریعے ہمیں ایمان اور اسلام کی دولت ملی ہے جو اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور انسانی فطرت ہے کہ اسے انعام سے بھی محبت ہوتی

ہے اور انعام دینے والے سے بھی محبت ہوتی ہے لہٰذا ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی شدید محبت ہونی چاہئے اور اللہ کے حبیب ﷺ سے بھی شدید محبت ہونی چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِى الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِى النَّارِ (متفق عليه)

(البخارى: كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، رقم الحديث:١٦)
(مسلم: كتاب الايمان باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان رقم الحديث:٤٣)

تین باتیں جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی لذّت اور حلاوت محسوس کرے گا، پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسری یہ کہ وہ جب کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے کرے، تیسری یہ کہ کفر وشرک اختیار کرنے سے اِس قدر بیزار ہو جس قدر آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم﴾

قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ التوبة (۲۴)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں

نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو (یہ سب) تم کو اللہ سے اور
اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو،
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود
تک نہیں پہونچاتا۔

ہر شکر گزار انسان کے اندر اللہ تعالیٰ سے محبت کا پیدا ہونا لابدّی اور لازمی ہے، اسلئے
کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی نعمتوں میں بسر ہوتا ہے، اور ان سے
محروم ہو کر وہ تھوڑی دیر کے لئے بھی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا، اللہ تعالیٰ سے محبت و تعلق
اسلامی زندگی کی جان ہے، بندۂ مومن کی امتیازی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ اس کو ہر چیز
سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے، وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ. (البقرۃ ۱۶۵)

لیکن اللہ تعالی سے بندۂ مومن کا یہ تعلق تشنۂ تکمیل رہتا ہے جب تک اس کے آخری
رسول محمدِ عربی ﷺ سے اس کی محبت و تعلق کا رشتہ استوار نہ ہو جائے، اللہ تعالی سے محبت
کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے حبیب ﷺ کی محبت سے بھی آدمی
کا دل معمور نہ ہو جائے کیونکہ آپ ہی کے ذریعے اللہ تعالی کی معرفت اور اس کے تعلق
کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

کتنا بڑا مؤحدِ اعظم ہی کیوں نہ ہو
کہلائے گا نہ صاحبِ ایماں ترے بغیر

بندۂ مومن کا سرمایۂ ایمان

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا جزءِ
لازم ہے، اور جس بندے کے دل میں آپ ؐ کی محبت جس قدر کم ہوگی اسی قدر اس کا
ایمان بھی ناقص ہوگا، یہاں تک کہ اگر کسی کے دل میں محبتِ رسول ﷺ بالکل نہ ہوگی تو

وہ مکمل طور پر ایمان سے خارج ہوگا۔ (القول المفید شرح کتاب التوحید)

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرط اول ہے
اِسی میں ہے اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و تعلق کا معیار اتنا بلند ہونا
چاہئے کہ اس کے مقابلہ میں تمام محبتیں اور تعلقات ہیچ ہو جائیں جیسا کہ مذکورہ بالا
آیتِ کریمہ میں انسان کی محبوبات و مرغوبات میں سے آٹھ چیزوں کا تذکرہ ہے اور
ان میں نہایت لطیف نفسیاتی ترتیب ہے، (باپ، بیٹے، بھائی، بیوی، خاندان، مال،
کاروبار اور مکانات) اِن تمام کو فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی کسی کو اللہ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز و محبوب ہے تو وہ اللہ
کے فیصلہ کا انتظار کرے۔

آنحضرت ﷺ کی محبت اپنی ذات سے بھی زیادہ ہو

نبیٔ اکرم ﷺ کی بے مثال شفقت و رحمت اور بے پایاں احسانات کا تقاضہ ہے کہ
مسلمان آپ کو ماں، باپ، اولاد اور تمام عزیز و اقارب سے زیادہ عزیز و برتر جانیں بلکہ
خود اپنی ذات سے بھی مقدم سمجھیں۔ صحیحین کی روایت ہے:۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ. (متفق عليه)

(البخاری: كتاب الايمان رقم الحديث: ۱۵، باب حُبِّ الرَّسُوْلِ مِنَ الْاِيْمَانِ،
مسلم: رقم الحديث: ۴۴، كتاب الايمان، باب بيان و جوب محبة رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی
شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکی اولاد، اس کے

والد (والدہ) اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔(۱)
(صحیح بخاری ص ۷۔ صحیح مسلم: ص ۴۹)

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ إِلَّا نَفْسِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْآنَ يَاعُمَرُ۔
﴿رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: ٦٦٣٢، كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے میری اپنی جان کے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا: نہیں! اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک خود اُس کی جان سے بھی زیادہ اُس کو میں محبوب نہ ہو جاؤں۔(۲)

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! بیشک اب تو آپ مجھے

(۱) والد اور ولد میں اصول و فروع آگئے، اور الناس اجمعین میں دیگر تمام متعلقین۔ ۱۲ منہ
(۲) لَايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ۔ (تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ التوبہ آیت: ٢٤، جلد ٢، ص: ٤٥١)

میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں عمر! اب بات ٹھیک ہوئی۔(۱)

حضراتِ صحابۂ کرامؓ اور حُبِّ رسول ﷺ

صحابۂ کرامؓ اس امت کے وہ خوش نصیب افراد ہیں جو ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوئے اور آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے در حقیقت یہ عُشّاق کی ایک جماعت تھی جنہیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے اس لئے چُنا تھا کہ وہ اللہ کے حبیبؐ کی اداؤں کو اپنائیں اور اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر کے اپنے بعد والوں تک پہونچائیں، تاریخ کا رخ موڑ دینے والی ان جلیل القدر ہستیوں کی سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ والہانہ محبت اور ادب و احترام کے روح پرور مناظر جو وہاں نظر آتے ہیں انسانی تاریخ میں شاید ہی کہیں کوئی ایسی مثال پیش کی جاسکے، شمعِ رسالت کے ان پروانوں کے کچھ واقعات پیش خدمت ہیں۔

❁ صلح حدیبیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ چودہ سو (۱۴۰۰) جاں نثار صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، مکہ مکرمہ کے قریب مقام حدیبیہ تک پہونچے تھے کہ مشرکینِ مکہ نے آگے بڑھنے سے روک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بجائے صلح کو پسند کیا، عروہؓ بن مسعود جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کفارِ قریش کے سفیر کی حیثیت سے بارگاہِ نبوی میں (بات چیت کرنے کے لئے) حاضر ہوئے،

(۱) یہاں ایک نکتہ ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ حضرت عمرؓ کے دل میں یہ بات تھی کہ انسان کو چوٹ لگے تو جتنی تکلیف ہوتی ہے اتنی تکلیف دوسرے کو چوٹ لگنے پر نہیں ہوتی، لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ، تو حضرت عمر نے غور کیا اور یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی دشمن آپؐ پر حملہ کرے تو آپ کو بچانے کے لئے تو میں جان بھی قربان کر دونگا لہٰذا فوراً جواب دیا فَإِنَّكَ أَلْآنَ وَاللّٰهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ۔ (عشق رسول ﷺ) ۱۲

جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ عُروہؓ بن مسعود نے اثنائے گفتگو صحابۂ کرام کا جو رنگ دیکھا تو واپس جا کر انھوں نے قریش کے سرداروں کے سامنے صحابۂ کرامؓ کی محبت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: ''أَیْ قَــوْمِ! وَاللّٰــهِ لَقَـدْ وَفَـدْتُّ عَلَـى الْمُلُوْكِ، وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وِكِسْرىٰ وَالنَّجَاشِيّ، وَاللّٰهِ اِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ أَصْحَابُهٗ مَايُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهٗ، وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ، وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ۔ (صحیح بخاری، ص:۳۷۹، رقم الحدیث:۲۷۳۱)

لوگو! اللہ کی قسم! مجھے بہت سے بادشاہوں کے دربار میں باریابی کا موقع ملا ہے شاہِ ایران اور شاہِ روم کے درباروں میں بھی گیا ہوں، شاہِ حبش (نجّاشی) کے دربار میں بھی حاضر ہوا ہوں قسم خدا کی! میں نے کسی بادشاہ کے جاں نثاروں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی تعظیم محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! (میں نے دیکھا ہے) محمد ﷺ کھنکھارتے ہیں تو (ان کے ساتھی لعابِ دہن کو زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ) آپ ؐ کا لعابِ دہن کسی نہ کسی کی ہتھیلی پر پڑتا ہے، اور وہ فوراً اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے، (گویا عطر میسر آگیا) جب وہ اپنے ساتھیوں کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو سب (بے تابانہ) اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، محمد عربی ﷺ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ (پانی کے قطرے زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لئے) اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑنے لگیں گے، جہاں آپ ؐ نے کچھ بولنا شروع کیا سب دم بخود، خاموش اور پرسکون ہو جاتے ہیں، اور حالت یہ ہے کہ تعظیم اور ادب کی وجہ سے اپنے رسول کی طرف

نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔ (جس قوم کو اپنے سالار کا اتنا احترام اور اس سے اِتنی محبت ہو اس پر غالب آنا جوئے شیر لانے کے مرادف ہے، لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے صلح کرلو)۔

ایک بیگانے آدمی کا یہ تأثر اور بَر ملا تبصرہ صحابۂ کرامؓ کے دلوں میں ''حضورِ اقدس ﷺ کی بے انتہا عظمت و محبت'' کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رسول ﷺ

علامہ سید محمود آلوسیؒ نے اپنی شاہکار تصنیف روح المعانی میں لکھا ہے کہ غارِ ثور میں داخل ہونے سے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:۔'' وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاتَدْخُلُ حَتّٰى أَدْخُلَهٗ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْئٌ نَزَلَ بِیْ قَبْلَكَ'' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، آپ ؐ غار میں ہرگز نہ داخل ہوں جب تک کہ میں اس میں داخل ہو کر جائزہ نہ لے لوں تا کہ اگر کوئی موذی چیز ہو تو آپ سے پہلے وہ مجھ پر وارد ہو۔

جب صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے غار کی صفائی کرلی تو غار کے اندر کئی سوراخ تھے انھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے سوراخ بند کر دیئے، ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا، سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا قدمِ مبارک رکھ دیا، علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:۔ ''وَكَانَ فِی الْغَارِ خَرْقٌ فِيْهِ حَيَّاتٌ وَّأَفَاعِیْ، فَخَشِیَ أَبُوْ بَكْرٍؓ أَنْ يَّخْرُجَ مِنْهُنَّ شَيْئٌ يُّؤْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَلْقَمَهٗ قَدَمَهٗ فَجَعَلْنَ يَضْرِبْنَهٗ وَيَلْسَعْنَهٗ'' اور غار میں ایک سوراخ تھا جس میں سانپ، کالے ناگ جیسے موذی جانور تھے، حضرت ابوبکرؓ کو خدشہ لاحق ہوا کہ ان میں سے کوئی نبی کریم ﷺ کو ایذاء نہ پہونچائے، لہٰذا آپ نے اپنا قدم اس سوراخ پر رکھ کر اس کو بند کرلیا، نتیجۃً موذی جانور نے آپ کو کاٹ

لیا، جب آپ کے جسم مبارک میں زہر کا اثر ہوا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے، بقول علامہ آلوسیؒ: " وَجَعَلَتْ دُمُوْعُهٗ تَنْحَدِرُ وَهُوَ لَا يَرْفَعُ قَدَمَهٗ حُبًّا لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ان کے آنسو ٹپکتے رہے مگر نبی کریم ﷺ کی محبت کی بنا پر انھوں نے اپنا پیر نہیں ہٹایا۔ (روح المعانی: الجزء العاشر ص:۹۸، طبع بیروت)

جب نبی اکرم ﷺ کے رخسارِ مبارک پر آنسوؤں کے قطرے گرے تو آپؐ نے پوچھا: ابوبکر! کیا بات ہے؟ صدیقِ اکبرؓ نے صورتِ حال سے آگاہ کیا، نبیِ کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا۔

عشق[۱] محبت کی یہ ایک بے مثال داستان ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ (بحوالہ عشقِ رسول ﷺ، ص:۶۰)

❁ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں روایت نقل فرمائی ہے:۔ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اشْتَرٰى أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍؓ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ لِّعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَيَّ رَحْلِيْ، فَقَالَ عَازِبٌ لَا: حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَّكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ؟ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَّكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْسَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا، وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ أَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِيْ اِلَيْهِ؟ فَاِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا، فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَّهَا، فَسَوَّيْتُهٗ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ،

(۱) قَالَ الْغَزَالِيُ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الْاِحْيَاءِ! اَلْحُبُّ عِبَارَةٌ عَنْ مَيْلِ الطَّبْعِ اِلَى الشَّيْءِ الْمُلِذِّ، فَاِنْ تَأَكَّدَ ذٰلِكَ الْمَيْلُ وَقَوِيَ يُسَمّٰى عِشْقًا، وَالْبُغْضُ عِبَارَةٌ عَنْ نَفْرَةِ الطَّبْعِ عَنِ الْمُوْلِمِ الْمُتْعِبِ، فَاِذَا قَوِيَ يُسَمّٰى مَقْتًا.
(روح المعانی الجزء الثالث، ص:۱۲۹، مطبوعہ بیروت)

ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ، اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَاحَوْلِيْ هَلْ أَرٰى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَاِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ، يَسُوْقُ غَنَمَهٗ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِيْ أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهٗ، فَقُلْتُ: هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ نَعَمْ، فَأَمَرْتُهٗ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهٖ ثُمَّ أَمَرْتُهٗ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهٗ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ، فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ اِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهٗ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهٗ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ۔ (الحديث)

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُ، الرقم:۳۶۵۲، كِتَابُ فَضَائِلِ اصحابِ النَّبِيِّ ﷺ، باب مناقب المهاجرين)

(مسلم، الرقم:۲۰۰۹، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث الهجرة)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ان کے والد) حضرتِ عازب رضی اللہ عنہ سے ایک کجاوہ تیرہ درہم میں خریدا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ (اپنے صاحبزادے) براءؓ سے کہہ دیجئے کہ وہ میرا یہ کجاوہ میری قیام گاہ تک پہونچادیں، حضرتِ عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ مکہ سے (ہجرت کرنے کیلئے) کس طرح نکلے تھے؟ حالانکہ مشرکین آپ دونوں حضرات کو تلاش بھی کررہے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ مکہ مکرمہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ جب دوپہر ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آئے تو ہم وہاں کچھ آرام کرسکیں۔

بالآخر ایک چٹان دکھائی پڑی، میں اس کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہاں سایہ ہے، میں نے زمین برابر کی پھر نبی کریم ﷺ کے لئے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب آپ آرام فرمائیں، چنانچہ آپؐ لیٹ گئے۔

پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں کوئی ہماری تلاش میں نہ آیا ہو، چنانچہ مجھے بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اس چٹان کی طرف آرہا تھا، وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ لڑکے! تو کس کا غلام ہے؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا، پھر میں نے اس سے پوچھا: کیا تمھاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے، میں نے اس سے کہا کہ کیا تم ہمارے لئے دودھ نکال سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ چنانچہ میں نے اس کو حکم دیا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی، پھر میں نے اسے بکری کے تھن کے گرد وغبار جھاڑنے کا حکم دیا، (اس نے حکم کی تعمیل کی) اس کے بعد میں نے اسے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لو، چنانچہ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔

آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن میں نے پہلے ہی ساتھ لے لیا تھا اور اس کا منھ کپڑے سے بند کر رکھا تھا، (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) میں نے دودھ (کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس) پر وہ پانی ڈالا یہاں تک کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا، پھر اسے لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ بیدار ہوچکے تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دودھ نوش

فرمالیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا پیا کہ میرا دل خوش ہوگیا۔ ﴿صحیح بخاری ومسلم﴾

عشقِ نبوی ﷺ کی یہ کتنی پیاری مثال ہے کہ دودھ تو حضورِ اقدس ﷺ نوش فرمارہے ہیں اور حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل خوشی سے پھولا نہیں سماتا، حالانکہ بھوک صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی نڈھال کررہی تھی۔

۞ فتح مکہ کے موقع کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ حرام میں رونق افروز تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کو لے کر آئے، وہ نابینا ہوچکے تھے، اسلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد تک لائے، حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِيْ بَيْتِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا اٰتِيْهِ فِيْهِ (آپ نے بڑے میاں کو گھر میں ہی رہنے دیا ہوتا میں خود وہاں چل کر ان سے مل لیتا)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: هُوَ أَحَقُّ أَنْ يَّمْشِيَ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ أَنْتَ إِلَيْهِ (ان پر زیادہ حق بنتا تھا کہ یہ اپنے پیروں سے چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بہ نسبت اِس کے کہ آپؐ اِن کے پاس تشریف لے جائیں)۔ آپؐ نے حضرت ابوقحافہؓ کو اپنے سامنے بٹھالیا اور اُن کے سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر ارشاد فرمایا کہ اسلام لے آؤ۔ وہ فوراً مسلمان ہوگئے۔ (مسند احمد، مسند النساء، حدیث اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، الجزء ۴۴، ص: ۵۱۷، رقم الحدیث ۲۶۹۵۶)۔ (المستدرك على الصحيحين الجزء الثالث، ص: ٥٩١، كتاب المغازي والسرايا، قصة اسلام أبي قحافة، رقم الحديث: ٤٤٢٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ابوقحافہؓ کو بیعت کرنے کیلئے اپنا دستِ مبارک بڑھایا تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا يُبْكِيْكَ؟ ابوبکر! روکیوں رہے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: لَأَنْ تَكُوْنَ يَدُ عَمِّكَ مَكَانَ يَدِهٖ وَيُسْلِمَ وَيُقِرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ

(وسندُه صحيحٌ۔ أخرجهُ الحاكمُ وقَالَ صحيحٌ علىٰ شرطِ الشيخين۔ الإصَابة في تمييز

الصّحابة جلد:۷، ص:۱۱۳/۱۱٤ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)۔ اے اللہ کے
رسولؐ! میرے والد کے ہاتھ کی جگہ اگر آپ کے چچا ابوطالب کا ہاتھ ہوتا اور اُن کو اسلام
کی توفیق دے کر اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ارشاد فرمایا:
وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَنَا كُنْتُ أَشَدَّ فَرَحًا بِإِسْلَامِ أَبِیْ طَالِبٍ مِّنِّی
بِإِسْلَامِ أَبِیْ، أَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ قُرَّةَ عَیْنِكَ (قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبیٔ
برحق بنا کر بھیجا یقیناً ابوطالب کے اسلام لانے سے مجھے زیادہ خوشی ہوتی بہ نسبت میرے
باپ ابو قحافہ کے اسلام لانے کے۔ اور یہ اِسلئے کہ ابو طالب کے اسلام سے آپ کی
آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر تم سچ کہتے ہو۔
(اَلْبَحْرُالزَّخَّارُ اَلْمَعْرُوْفُ بِمُسْنَدِالْبَزَّار ۱۲/۲۹۶، حیاة الصحابة جلد:۲، ص:٤۱۳)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے کتنا
عشق تھا؟ جذبات جو انسان کو جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں صدیقِ اکبرؓ نے ان کو بھی
آقائے دوجہاں ﷺ کے جذبات پر قربان کر دیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رسول ﷺ

اسی سے ملتی جلتی مثال دوسرے خلیفۂ راشد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے، فتحِ مکہ
کے سفر میں دخولِ مکہ سے پہلے دس ہزار جاں نثار صحابہ کی جماعت کے ساتھ حضورِ اقدس
ﷺ نے مَرَّ الظَّهْرَان (وادیٔ فاطمہ) میں قیام فرمایا، اسلامی فوج کی شان و شوکت دیکھ
کر ابوسفیان بن حرب حواس باختہ ہو گئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی
اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہونچنا
چاہتے تھے، حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر لا رہے تھے کہ حضرتِ

عمرؓ کی نگاہ ابوسفیانؓ پر پڑی، آپ نے للکار کر کہا: أَبُوْ سُفْيَانَ عَدُوُّ اللّٰهِ أَلْحَمْدُلِلّٰهِ
الَّذِیْ أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَّلَا عَهْدٍ (ابوسفیان؟ اللہ کا دشمن؟ خدا کا شکر ہے
کہ اُس نے بغیر عہد و پیمان کے تجھے ہمارے قابو میں کر دیا)۔

یہ للکار سنتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری تیز کر دی، یہاں تک کہ رسول اللہ
ﷺ کے پاس پہونچ گئے، پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپہونچے اور کہنے لگے: "یَارَسُوْلَ
اللّٰهِ! هٰذَا أَبُوْسُفْيَانَ فَدَعْنِیْ أَضْرِبُ عُنُقَهٗ" اے اللہ کے رسول! یہ ابوسفیان ہے،
مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کا کام تمام کر دوں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بول اٹھے:
"یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ أَجَرْتُهٗ" اے اللہ کے رسولؐ! میں اس کو پناہ دے چکا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر بھی اصرار کرتے رہے، حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ کو یہ اصرار ناگوار گزرا اور
اسی ناگواری میں ان کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا: "مَهْلًا يَاعُمَرُ أَمَا وَاللّٰهِ اِنْ لَوْكَانَ
مِنْ رِجَالِ بَنِیْ عَدِیِّ ابْنِ كَعْبٍ مَّاقُلْتَ هٰذَا" عمر! زیادہ طیش میں نہ آیئے اگر آپ
کے قبیلہ بنوعدی کا کوئی شخص ہوتا تو آپ اس طرح کی باتیں نہ کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے، فرمایا: "مَهْلًا يَا
عَبَّاسُ! وَاللّٰهِ لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ إِسْلَامِ أَبِیْ لَوْ أَسْلَمَ،
وَمَا بِیْ إِلَّا أَنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ" عباس! کیا کہہ رہے ہو؟ بخدا جس دن تم اسلام
لائے تھے مجھے اس قدر مسرت ہوئی تھی کہ اگر میرا باپ خطّاب مسلمان ہو جاتا تو اتنی مسرت
نہ ہوتی، اور وجہ صرف یہ تھی کہ تمھارے اسلام لانے سے رسول اللہ ﷺ کو بہت مسرت ہوئی
تھی، اور رسول اللہ ﷺ کو تمہارا اسلام لانا خطّاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب تھا، اور
میں حضور ﷺ کی چاہت اور خوشی کو اپنی چاہت اور خوشی پر ترجیح دیتا ہوں۔
(حیاة الصحابہ جلد:۱، ص:۲۲۲ / تفسیر ابن کثیر، جلد:۴، ص:۱۴۲)

۞ امام ترمذیؒ نے جامعِ ترمذی میں روایت نقل فرمائی ہے:۔ عَنْ زَیْدِبْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ فِیْ ثَلَاثَةِ الْاٰفٍ وَخَمْسِ مِأةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ ثَلَاثَةِ الْاٰفٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِیْهِ: لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَیَّ، فَوَاللّٰهِ مَاسَبَقَنِیْ اِلٰی مَشْهَدٍ، قَالَ: لِأَنَّ زَیْداً کَانَ أَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِیْكَ، وَکَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ، فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّیْ۔

(رواہ الترمذی: رقم الحدیث ٣٨١٣، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن حارثہؓ)

زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اسامہ بن زید کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر کا تین ہزار مقرر کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی؟ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کہ اسامہ تمھاری نسبت نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب تھا اور اسامہ کا باپ تمھارے باپ کی نسبت نبی اکرم ﷺ کو زیادہ پیارا تھا، لہٰذا میں نے حضورِ اقدس ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی۔

۞ علامہ ابن کثیرؒ نے سورۂ نساء کی آیت (٦٥) فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (الآیة) کے شانِ نزول میں ایک روایت نقل فرمائی ہے:

عَنْ ضَمْرَةَ أَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی لِلْمُحِقِّ عَلَی الْمُبْطِلِ، فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَیْهِ: لَا أَرْضٰی، فَقَالَ صَاحِبُهٗ: فَمَا تُرِیْدُ؟ قَالَ: أَنْ نَذْهَبَ اِلٰی أَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ، فَذَهَبَا اِلَیْهِ،

فَقَالَ الَّذِیْ قَضٰی لَهٗ: قَدِ اخْتَصَمْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی لِیْ، فَقَالَ أَبُوْبَکْرٍ: فَأَنْتُمَا عَلٰی مَا قَضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبٰی صَاحِبُهٗ أَنْ یَّرْضٰی، قَالَ: نَأْتِیْ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ، فَأَتَیَاهُ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ لَهٗ: قَدِ اخْتَصَمْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی لِیْ، فَسَأَلَهٗ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ کَذٰلِكَ، فَدَخَلَ عُمَرُ مَنْزِلَهٗ وَخَرَجَ وَالسَّیْفُ فِیْ یَدِهٖ قَدْ سَلَّهٗ فَضَرَبَ بِهٖ رَأْسَ الَّذِیْ أَبٰی أَنْ یَّرْضٰی فَقَتَلَهٗ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ) (الآیة)

(تفسیر ابن کثیر، جلد: ۱، ص: ٦٨١)

دو آدمی جھگڑا لے کر دربارِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے (ان دونوں میں ایک یہودی تھا دوسرا منافق) (یہودی چونکہ حق پر تھا، لہٰذا) نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں فیصلہ کردیا، لیکن جس آدمی کے خلاف یہ فیصلہ تھا اس نے کہا میں (اس فیصلہ سے) راضی نہیں ہوں، دوسرے فریق نے پوچھا: تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: حضرت ابوبکر کے پاس چلیں، چنانچہ دونوں وہاں پہونچے، تو جس (یہودی) کے موافق فیصلہ ہوا تھا اس نے سارا واقعہ بیان کردیا کہ ہم یہ مقدمہ حضورِ اقدس ﷺ کے پاس لے گئے تھے اور آپ ﷺ نے ہمارے حق میں فیصلہ فرمادیا ہے، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں کا فیصلہ وہی ہے جو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمادیا تھا، وہ منافق حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر بھی راضی نہ ہوا اور دوسرے فریق سے کہا کہ: عمر کے پاس چلیں، (منافق کا خیال تھا کہ حضرتِ عمر چونکہ یہودیوں پر سخت گیر ہیں لہٰذا ان کا فیصلہ میرے ہی حق میں ہوگا) جب وہاں گئے تو جس کے موافق فیصلہ ہوا تھا اس نے شروع سے آخر تک سارا ماجرا بیان کردیا، حضرت عمرؓ نے اس دوسرے (منافق) سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے؟ یعنی تم دونوں رسولِ پاک ﷺ اور حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آرہے ہو؟ اس نے اقرار کیا

اور کہا: جی ہاں! (حضرت عمرؓ نے فرمایا: اچھا تم دونوں یہیں ٹھہرو، میں آتا ہوں، پھر فیصلہ کردیتا ہوں) تھوڑی ہی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے تلوار لے کر واپس آئے اور منافق کی گردن اُڑادی۔ اور فرمایا: جو نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا عمر اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: (فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ)

حضرت عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رسول ﷺ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نمائندہ بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا اور فرمایا کہ قریشِ مکہ سے جا کر کہو کہ اِنَّهٗ لَمْ یَأْتِ لِحَرْبٍ، وَاِنَّهٗ اِنَّمَا جَاءَ زَائِراً لِّهٰذَا الْبَیْتِ وَمُعَظِّمًا لِّحُرْمَتِهٖ (رسول اللہ ﷺ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں، آپ ﷺ تو عمرہ کے ارادے سے اور بیت اللہ کی زیارت کیلئے یہاں تشریف لائے ہیں اور عمرہ کرکے واپس مدینہ چلے جائیں گے)، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہونچے اور سردارانِ قریش کے سامنے نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف رکھا، مگر قریشِ مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی، البتہ انھوں نے حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ مکہ میں آئے ہیں تو بیت اللہ کا طواف کرتے جائیں۔

تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے: فَقَالُوْا لِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ رِسَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِمْ، اِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فَطُفْ، فَقَالَ: مَاکُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

جب سردارانِ قریش سے بات چیت ہوچکی تو انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر لیجئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان

کی یہ پیشکش یہ کہہ کر ٹھکرادی کہ جب تک ہمارے آقا ﷺ طواف نہیں کر لیتے میں ہرگز طواف نہ کروں گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد:۴، ص:۲۳۶ و۲۴۸۔ سورۃ الفتح، آیۃ: ۸،۱۰)

حضرت ایاس بن سلمہؓ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے میدان میں دوپہر کے وقت آرام کررہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آواز لگائی: لوگو! بیعت کیلئے آگے بڑھو، روحُ القدس یعنی جبریل علیہ السلام آچکے ہیں، ہم دوڑ کر حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے، ہم نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی جس کا ذکر آیتِ کریمہ ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ میں ہے۔ چونکہ اس وقت حضرت عثمانؓ مکہ میں تھے اور یہاں موجود نہیں تھے، اِس لئے حضرت عثمانؓ کی طرف سے آنحضرت ﷺ نے اُن کی بیعت کیلئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہوگئی، اِس پر بعض صحابۂ کرام نے کہا هَنِیْئًا لِابْنِ عَفَّانَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَنَحْنُ هٰهُنَا (عثمان بڑے خوش نصیب ہیں کہ ہم تو یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ بیت اللہ کا طواف کررہے ہونگے) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوْ مَکَثَ کَذَا وَکَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰی أَطُوْفَ (بالکل ناممکن ہے کہ عثمان میرے بغیر طواف کرلے گو کئی سال تک وہاں رہے)۔ (تفسیر ابن کثیر جلد:۴، ص:۲۴۲۔ حیاۃ الصحابہ جلد:۲، ص:۶۷۴، ۶۷۷)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رسول ﷺ

سُئِلَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَیْفَ کَانَ حُبُّکُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: کَانَ وَاللّٰهِ أَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا وَاٰبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَأِ۔

(الشِّفَاء بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰى لِلْقَاضِیْ عَیَاض، ص:۲۷۴/۲۷۵۔ مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ حضرات کو کتنی محبت تھی؟ فرمایا: خدا کی قسم! آنحضرت ﷺ ہم کو مال، اولاد اور ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب تھے، نیز پیاس کی شدت میں جو محبت پیاسے کو پانی سے ہوتی ہے اور جس طرح وہ پانی کیلئے بے قرار ہوتا ہے، اُس سے زیادہ بے قراری اور اس سے زیادہ محبت ہم لوگوں کو حضورِ اقدس ﷺ سے تھی۔

أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَصَابَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ خَصَاصَةٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَرَجَ يَلْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيْبُ بِهٖ شَيْئًا لِيُغِيْثَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتٰى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَقٰى لَهٗ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا، عَلٰى كُلِّ دَلْوٍ تَمْرَةٌ، فَخَيَّرَهُ الْيَهُوْدِيُّ عَلٰى تَمْرِهٖ فَأَخَذَ سَبْعَةَ عَشَرَ عَجْوَةً، فَجَاءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ لَكَ هٰذَا يَا أَبَا الْحَسَنِ؟ قَالَ: بَلَغَنِيْ مَابِكَ مِنَ الْخَصَاصَةِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ لَكَ عَمَلًا لِأُصِيْبَ لَكَ طَعَامًا، قَالَ: حَمَلَكَ عَلٰى هٰذا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَامِنْ عَبْدٍ يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِلَّا الْفَقْرُ أَسْرَعُ اِلَيْهِ مِنْ جِرْيَةِ السَّيْلِ عَلٰى وَجْهِهٖ، وَمَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلْيُعِدَّ لِلْبَلَاءِ تِجْفَافًا دَائِمًا يَعْنِيْ۔

كَذَا فِي كنزِ الْعُمَّالِ ۳/۳۲۱ وقال: وفيه حَنَشٌ (حیاۃ الصحابۃ، جلد:۴، ص:۴۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو سخت فاقہ کی نوبت آگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو (اُن کے پاس بھی کوئی چیز نہیں تھی جسے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرسکیں اسلئے) وہ کسی کام کی تلاش میں نکلے تا کہ کھانے کی کسی چیز کا انتظام ہوجائے، چنانچہ وہ ایک یہودی کے باغ میں گئے اور پانی کے سترہ ڈول نکالے، ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور طے ہوئی تھی۔ یہودی نے اپنی تمام قسم کی

کھجوریں حضرت علیؓ کے سامنے رکھ دیں کہ جس میں سے چاہیں لے لیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سترہ عجوہ کھجوریں لیں اور لاکر حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے پوچھا: اے ابوالحسن! تمہیں یہ کھجوریں کہاں سے مل گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! مجھے آپ کے سخت فاقہ کی خبر ملی تو میں کسی کام کی تلاش میں گیا تا کہ آپ کیلئے کچھ کھانے کا انتظام کرسکوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا اللہ اور اُس کے رسول کی محبت کی وجہ سے کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جتنی تیزی سے پانی کا سیلاب نشیب کی طرف جاتا ہے۔ لہٰذا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرے اسے چاہئے کہ بلا اور آزمائش کیلئے ڈھال تیار کرلے (یعنی صبر و قناعت اختیار کرے)۔

❁ قریش کے دار الندوہ میں مشورہ ہوتا ہے کہ ہر خاندان کا ایک ایک آدمی ہمیں دو، ہم سب مل کر محمد عربی کو قتل کردیں گے۔

آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوجاتی ہے اور اس رات آپ ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹا دیتے ہیں اور خود وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پڑھتے ہوئے مٹی اٹھا کر مشرکین پر پھینک کر تشریف لے جاتے ہیں مشرکین کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کسی باہر سے آنے والے مسافر نے قریش کو جب چاروں طرف سے مکان کو گھیرے ہوئے دیکھا تو آکر ان سے پوچھا: یہ کیا ہورہا ہے؟ کہنے لگے کہ آج محمد کو قتل کرنا ہے، اس نے کہا کہ وہ تو اُدھر سفر پر ہیں، مجھے فلاں جگہ ملے ہیں، اب سارا لشکر تلاش کرنے کے لئے اِدھر اُدھر دوڑتا ہے، پھر کچھ لوگ اِدھر مکان کی جب تلاشی لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ سوچیں کہ اتنا بڑا لشکر مکان کو گھیرے ہوئے ہے، موت یقینی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ابھی ۱۸/۱۹ برس کے نوجوان ہیں نبی کریم ﷺ کے بدلہ قتل ہونے کے لئے اپنے آپ کو خدا کے حضور میں پیش کر رہے ہیں کہ فِدَاءً لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حضرتِ علی رضی اللہ عنہ آپ کے بستر پر نہ صرف لیٹے بلکہ فرماتے ہیں کہ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔

؎ بسترِ احمدؐ شبِ ہجرت یہ دیتا ہے صدا
اے علی! مردوں کو یونہی نیند آنا چاہئے

﴿مولانا محمد ثانیؒ﴾

ہم لوگ ہر چیز کو سرسری پڑھتے ہیں، سرسری سنتے ہیں، شاعر نے سوچا: ''الٰہی! جس کو پتہ ہے کہ ابھی آپ ﷺ تو نکل جائیں گے، پھر سارا لشکر جب مکان کی تلاشی لے گا تو میری ایک ایک بوٹی الگ کر دے گا کہ تم محمدؐ کے بستر پر لیٹے ہو؟ اول تو لشکر یہ تھوڑا ہی دیکھتا ہے کہ کون لیٹا ہوا ہے؟ مارنا شروع کرے گا یہ سمجھ کر کہ محمد ﷺ ہی ہونگے، اور میں آپ کی جگہ قتل ہو جاؤں گا، اور اگر لشکر کو پتہ بھی چلے کہ محمد ﷺ تو تشریف لے گئے تو پھر بھی ان کے نزدیک یہ جرم ہے کہ تم بھی ان کا ساتھ دینے میں شریک ہو تب کون مجھے بچا سکے گا؟''

اس طرح یقینی موت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے آپ کو پیش کیا، شاعر سارے واقعے کی نزاکت کو سوچ کر کہتا ہے۔

بسترِ احمدؐ شبِ ہجرت یہ دیتا ہے صدا
اے علی! مردوں کو یونہی نیند آنا چاہئے

(جمالِ محمدی ﷺ کی جلوہ گاہیں، ص: ۱۵۱/۱۵۲۔ از حضرت مولانا یوسف متالا رحمۃ اللہ علیہ)

قربان جائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت، بہادری اور دلیری پر کہ نبی کے حکم پر جان کی بازی لگا دینا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

چند متفرق واقعات

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اللہ کے رسول ﷺ سے جو محبت تھی وہ صرف دعویٰ تک محدود نہ تھی بلکہ انھوں نے ایسی عملی مثالیں پیش کیں کہ تاریخ انسانیت میں ایسی مثالیں اب پیش کرنی ممکن نہیں، وہ اپنے اوپر بڑی سے بڑی تکلیف اٹھا لیتے لیکن آپ ﷺ کے تلووں میں ایک کانٹا چبھنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے، نبیٔ رحمت ﷺ کی حفاظت میں ان کے اپنے جسم تیروں سے چھلنی ہو جاتے تھے لیکن وہ یہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ جیتے جی آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر کوئی خراش آئے، مرد تو مرد عورتوں کے جذبات کا یہ حال تھا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو قربان کر کے آپ کی سلامتی وحفاظت کی آرزو و تمنا کرتی تھیں۔

مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ ہمارے آقا ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَأَمَّا زَيْدُبْنُ الدَّثِنَةِ فَابْتَاعَهُ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ لِيَقْتُلَهُ بِأَبِيْهِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَبَعَثَ بِهِ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ مَعَ مَوْلًى لَهُ يُقَالُ لَهُ نِسْطَاسٌ اِلَى التَّنْعِيْمِ وَأَخْرَجُوْهُ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ وَاجْتَمَعَ رَهْطٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِيْهِمْ أَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ حِيْنَ قُدِّمَ لِيُقْتَلَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَازَيْدُ أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْاٰنَ فِيْ مَكَانِكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ وَأَنَّكَ فِيْ أَهْلِكَ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الْاٰنَ فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ تُصِيْبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِيْهِ وَأَنِّيْ جَالِسٌ فِيْ أَهْلِيْ، فَقَالَ أَبُوْسُفْيَانَ: مَارَأَيْتُ فِي النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُّحَمَّدًا، ثُمَّ قَتَلَهُ نِسْطَاسٌ۔

(ابن هشام: السِّيرة النّبويّة، ج:۳، ص:۱۲۶/۱۲۷)

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ فتح مکہ سے پہلے قبیلۂ عضل وقارہ کے کچھ لوگوں نے (مقامِ رجیع میں دھوکہ دے کر) حضرت زید بن دثنہ اوراُن کے ساتھ کچھ اور صحابہ کو قید کر کے اہلِ مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔حضرت زید بن دثنہ کوصفوان بن امیہ نے خریدا تا کہ اُنہیں اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرے اور نسطاس نامی اپنے ایک غلام کے ساتھ حرم سے باہر مقامِ تنعیم میں اِن کوقتل کرنے کیلئے بھیج دیا۔اُن کوقتل کرنے کیلئے جب مقتل میں لایا گیا تو قریش کے معزز سردار تماشہ دیکھنے آئے جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے۔جب ان کوقتل کرنے کیلئے پیش کیا گیا اور قاتل نے تلوار ہاتھ میں لی تو ابوسفیان نے کہا: زید! تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ سچ بتانا، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تم اپنے گھر آرام سے جا کر رہو اور ہم تمہاری جگہ محمدؐ کی گردن ماردیں؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا: تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ خدا کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میں اپنے اہل وعیال میں رہوں اور اس کے بدلے میرے آقاؐ اس وقت جہاں تشریف فرما ہیں وہاں ہی آپ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چُبھے، جس سے آپ کو تکلیف ہو۔ یہ سن کر ابو سفیان نے بَرملا اعتراف کیا کہ: میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کوئی کسی سے اتنی محبت کرتا ہو جتنی محبت محمد ﷺ کے صحابہ محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔اس کے بعد صفوان کے غلام نسطاس نے ان کوشہید کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد:۳، ص:۱۲۶/۱۲۷)

اس واقعہ کو شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے ۔

کہا او بیوقوف او لذتِ ایماں سے بیگانے
محمدؐ اور محمدؐ کی محبت کو تو کیا جانے
کہاں برداشت دیکھی تو نے شیدائے محمدؐ کی
خَلِش برداشت کرسکتا نہیں پائے محمدؐ کی

نَحرِی دُونَ نَحرِکَ

غزوۂ اُحد میں ابلیس لعین کی شرارت سے یہ خبر عام ہوگئی کہ نعوذ باللہ محمد عربی ﷺ شہید ہوگئے، جس کی وجہ سے بہت سے صحابۂ کرامؓ کی ہمتیں پست ہوگئیں، پوری اسلامی فوج تِتّر بِتّر اور منتشر ہوگئی، اچانک حضرت کعبؓ بن مالک کی آواز بلند ہوئی: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! أَبْشِرُوا، هذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مسلمانو! خوش ہو جاؤ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ آواز سنتے ہی مجروح دل صحابہؓ کے دلوں کو جیسے قرار سا آ گیا رحمتِ دو جہاں ﷺ چاروں طرف سے مشرکین کے لشکر میں گھرے ہوئے تھے، مشرکین کا ایک پورا دستہ بڑھ چڑھ کر سرکار دوعالم ﷺ پر تیروں اور تلواروں سے حملہ کر رہا تھا، ان کی کوشش تھی کہ اس سے قبل کہ حضورِ اکرم ﷺ کے جاں نثار ساتھی ان کے قریب پہونچیں انھیں شہید کر دیا جائے، یہی وہ نازک موقع تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ يَّرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْهُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ“ ”کون ہے جوان کو ہم سے دفع کرے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا“ یہ سنتے ہی ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے، دشمن پھر پیغمبر آخر الزماں ﷺ پر حملہ آور ہوئے تو دوسرے صحابی آگے بڑھے اور جامِ شہادت نوش کیا، پھر تیسرے صحابی آگے بڑھے اور وہ بھی شہید ہوگئے، یوں یکے بعد دیگرے سات انصاری صحابی رضی اللہ عنہم جانِ دوعالم ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

(صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم الحديث: ۱۷۸۹)

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ امام المجاہدین، محبوب رب العالمین ﷺ کے صرف چند

جاں نثار صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ رہ گئے۔(۱)

مشرکین نے سید دو عالم ﷺ کو اپنی تلواروں اور تیروں کا مرکز ومحور بنالیا، آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہؓ جان توڑ کر مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس قدر تیر چلائے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش سے تیراُن کی طرف بکھیرتے ہوئے فرمایا ''خوب تیر برساؤ'' میرے ماں، باپ تم پر فدا ہوں۔(۲)

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ڈھال کے مانند کھڑے ہوگئے اور اس زور سے تیراندازی کی کہ دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں، (۳) مشرکین کی جانب سے جو تیر آتے ان کو اپنے سینے اور ہاتھوں سے روکتے، اِدھر سے تیر آتا تو ہاتھ پر جھیلنے کی کوشش کرتے اُدھر سے کوئی تلوار مارتا تو اسے بھی ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرتے حضورِ اقدس ﷺ کسی طرف دیکھنے کے لئے گردنِ مبارک اوپر اٹھاتے تو وہ عرض کرتے: یارسول اللہ! آپ میری آڑ کے اندر رہیے، کہیں آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے، (۴) "نَحرِیُ دُوُنَ نَحرِكَ" جو تیر آپ کے سینۂ مبارک پر آرہا ہے اس کیلئے

---

(۱) عَنُ أَبِیُ عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیُ بَعْضِ تِلْكَ الْأَیَّامِ الَّتِیُ یُقَاتِلُ فِیهِنَّ غَیْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ۔ (بخاری، رقم الحدیث:۴۰۶۰/ کتاب المغازی، الرقم:۳۷۲۲/مسلم کتاب فضائل الصحابة، الرقم:۲۴۱۴)

(۲) عَنُ سَعُدِبُنِ أَبِیُ وَقَّاصٍؓ قَالَ نَثَلَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ یَوُمَ أُحُدٍ فَقَالَ: اِرْمِ فِدَاكَ أَبِیُ وَأُمِّیُ۔ (بخاری، الرقم:۴۰۵۵/کتاب المغازی، باب:اِذْهَمَّتُ طَّائِفَتٰنِ مِنكُمُ أَنُ تَفُشَلَا)

(۳) وَكَانَ رَجُلًا رَامِیًا شَدِیُدًا لنَّزُعِ، كَسَرَ یَوُمَئِذٍ قَوُسَیْنِ أَوُ ثَلَاثًا۔ (رواہ البخاری عن انسؓ، کتاب المغازی، باب:اِذْهَمَّتُ طَّائِفَتٰنِ مِنكُمُ أَنُ تَفُشَلَا، الرقم:۴۰۶۴)

(۴) وَیُشْرِفُ النَّبِیُّ ﷺ اِلَى الْقَوُمِ، فَیَقُوُلُ أَبُوُطَلُحَةَ، بِأَبِیُ أَنْتَ وَأُمِّیُ لَا تُشْرِفُ یُصِیبُكَ سَهُمٌ مِنُ سِهَامِ الْقَوُمِ، نَحرِیُ دُوُنَ نَحرِكَ (ایضاً/الرقم:۳۸۱۱) مسلم، الرقم:۱۸۱۱، کتاب الجهاد والسیر باب غزوة النساء مع الرجال)

میرا سینہ حاضر ہے، جو تیر آپ کے چہرۂ انور پر آرہا ہے اس کے لئے میرا چہرہ حاضر ہے۔

سرورِ دوجہاں ﷺ کے دفاع میں لڑتے لڑتے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ زخموں سے چور ہوگئے، روایت میں آتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ اُحد میں ۳۵ یا ۳۹ زخم آئے (۱)، اور آپ کے دستِ مبارک کی انگلیاں کٹ گئیں (۲)، اور تیر اور تلوار کے وار روکنے کی وجہ سے آپ کا ہاتھ شل ہوگیا۔(۳)

ایک صحابیہ کا عشق رسول ﷺ

غزوۂ احد کے واقعات میں بنو دینار کی ایک انصاری خاتون کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر وہ بے قرار ہوگئیں اور شدّتِ غم سے روتی ہوئی تحقیقِ حال کیلئے گھر سے نکل پڑیں، راستہ میں کچھ لوگ ملے، اُن سے پوچھا: مَافَعَلَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ (حضورِ اکرم ﷺ کا کیا حال ہے؟) لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی اور بتلایا کہ تمہارے والد شہید ہوگئے ہیں، اُنہوں نے صبر کیا اور سرورِ کائنات ﷺ کی خیریت دریافت کرنے کی غرض سے آگے بڑھ گئیں، راستے میں کچھ اور لوگ ملے اُن سے بھی پوچھا مَافَعَلَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ (حضورِ اکرم ﷺ کا کیا حال ہے؟) جواب ملا صحیح معلوم نہیں، البتہ تمہارے بھائی شہید ہوگئے، یہ خبر سن کر بھی وہ پریشان نہ ہوئیں

---

(۱) وَقَعَ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِی الْاِكْلِیْلِ أَنَّهُ جُرِحَ یَوْمَ أُحُدٍ تِسْعًا وَّثَلَاثِیْنَ أَوْ خَمْسًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَشَلَّتْ اِصْبُعُهُ أَیِ السَّبَّابَةُ وَالَّتِیْ تَلِیْهَا۔ (الرحیق المختوم)

(۲) فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ یَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ۔ (رواہ النسائی عن جابرؓ، کتاب الجهاد، باب ما یقول من یَطعَنه العدوّ، الرقم:۳۱۴۹)

(۳) عَنْ قَیْسِ بْنِ، أَبِیْ حَازِمٍ قَالَ: رَأَیْتُ یَدَطَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَاالنَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ أُحُدٍ۔ (رواہ البخاری، الرقم:۴۰۶۳/۳۷۲۴، کتاب المغازی، باب:اِذْهَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا۔

اور حضورِ اکرم ﷺ کے حالات کی تحقیق کی غرض سے آگے بڑھ گئیں، پھر کچھ لوگ ملے، اُن سے پوچھا: مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ (میرے آقا کیسے ہیں؟) اُنہوں نے جواب دیا: معلوم نہیں، البتہ اِس جنگ میں تمہارے شوہر شہید ہو چکے ہیں، اُنہوں نے اب بھی صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور آگے بڑھ کر نبیٔ کریم ﷺ کی خیریت دریافت کرنے لگیں، لوگوں نے کہا: خَيْـرًا يَـا أُمَّ فُلَانٍ هُوَ بِحَمْدِاللّٰهِ كَمَا تُحِبِّيْنَ (حضرت بخیریت ہیں اور الحمدللہ جیسا تم چاہتی ہو ویسے ہی ہیں یعنی باحیات ہیں) اُنہیں اِس سے اطمینان نہ ہوا کہنے لگیں "أَرُوْنِيْهِ حَتّٰى أَنْظُرَ اِلَيْهِ" مجھے بتاؤ کہ حضرت کہاں ہیں؟ تاکہ میں حضرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ جب لوگوں نے بتایا تو دوڑ کر حضرتؐ کے پاس آپہونچیں اور بے اختیار پکار اُٹھیں "كُـلُّ مُـصِيْبَةٍ بَـعْـدَ كَ جَـلَـلٌ" آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کی چادر مبارک کا ایک کونا پکڑ کر عرض کیا: میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ زندہ وسلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں۔ (۱)

میں بھی باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

(۱) عَنْ سَعْدِبْنِ أَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِّنْ بَنِىْ دِيْنَارٍ وَقَدْ أُصِيْبَ زَوْجُهَا وَأَخُوْهَاوَأَبُوْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأُحُدٍ، فَلَمَّا نُعُوْا لَهَا قَالَتْ: مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوْا خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ هُوَ بِحَمْدِاللّٰهِ كَمَا تُحِبِّيْنَ، قَالَتْ: أَرُوْنِيْهِ حَتّٰى أَنْظُرَ اِلَيْهِ، قَالَ: فَأُشِيْرَلَهَا اِلَيْهِ حَتّٰى اِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ: كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ كَذَا فِىْ الْبِدَايَةِ ٤ /٤٧ (حَيَاةُ الصَّحَابَةِ ج:٢،ص:٤٢٧) وَفِىْ رِوَايَةٍ: فَأَخَذَتْ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهٖ ثُمَّ قَالَتْ: بِأَبِىْ أَنْتَ وَأُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَاأُبَالِىْ اِذْ سَلِمْتَ مَنْ عَطِبَ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِىْ الْحِلْيَةِ ٢ /٣٧٧، وَالطَّبْرَانِىْ فِىْ الْأَوْسَطِ)
(مجمع الزوائد: ۶/ ۱۱۵، حیاۃ الصحابہ: ۲/ ۴۲۶/ ۴۲۷)

صحابۂ کرام کی جاں نثاری اور فدائیت کی اس قسم کی سیکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، جماعتِ صحابہ میں مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا جوان، آزاد ہوں یا غلام ہر ایک کے رگ وریشے میں تاجدارِ بطحا ﷺ کی محبت اس طرح رچ بس گئی تھی کہ آپ ﷺ کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنا ان حضرات کے لئے سہل اور آسان تھا۔

سچا مومن کون؟

اور ''سچا مومن'' وہی ہے جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح سرور کائنات ﷺ کا شیدائی اور عاشقِ زار ہو، اس کے دل میں رسولِ اکرم ﷺ سے حقیقی محبت اور سچا عشق ہو، وہ اپنی خواہشات اور اپنی چاہت کو احکام شریعت اور ذاتِ رسالت کے لئے فنا کر دینے والا ہو(۱) اس کی نگاہ میں رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہو۔ (۲)

سچی محبت کا معیار

''محبت'' دل کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے، جس کو نہ تو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہاتھوں سے چھوا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی آلہ آج تک ایسا ایجاد ہوا ہے جس سے محبت کو ناپا اور تولا جائے، محبت ناپنے کا ایک ہی ترازو و معیار ہے، ''اطاعت''۔ یہی اصل کسوٹی ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے دل میں کس قدر محبت ہے؟ اسلئے کہ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کے ہر حکم کی اخلاص کے ساتھ اتباع اور پیروی کرتا ہے۔

(۱) لَايُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًالِّمَاجِئْتُ بِهٖ۔ (رواه فى شرح السنّة، مشكوٰة باب الاعتصام بالكتاب والسنة ،ص: ۳۰)
(۲) محمدؐ کی جس دل میں اُلفت نہ ہوگی سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

محبت کا تقاضہ

اللہ ورسول سے محبت کا صریح تقاضہ یہ ہے کہ بے چون وچرا ان کی اطاعت کی جائے(۱)، حق جل مجدہٗ نے آنحضرت ﷺ کوحکم فرمایا: **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ** (آلِ عمران:۳۱)۔آپ کہہ دیجئے کہ اگرتم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو (اس کی عملی صورت یہ ہے کہ) میری اتباع کرو (اور میرےنقشِ قدم پرچلو) اللہ تم کو چاہنے لگے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔عربی شاعر ورّاق نے کیا ہی خوب کہا ہے: ؎

تَعْصِیْ الْاِلٰـہَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّہٗ
ھٰذا لَعَمْرِیْ فِیْ الْقِیَاسِ بَدِیْعُ
لَوْکَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّأَطَعْتَہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

(روحُ المعانی الجزء الثالث،ص:۱۲۹، مَبْحَثُ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ: الآیۃ)

تم اللہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو اور ساتھ ہی اس کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو؟ کس قدر عجیب بات ہے، اگر فی الواقع تمھارے دل میں محبت ہوتی اورتم اپنے دعوئ محبت میں سچے ہوتے تو کبھی اس کی نافرمانی نہ کرتے کیونکہ محبّ تو اپنے محبوب کا اطاعت گزار ہوا کرتا ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃؒ امام بیہقی کی شُعَبُ الایمان کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ قُرَادٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ یَوْمًا،

(۱)قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ الْقُرْآنِ، وَعَلَامَۃُ حُبِ الْقُرْآنِ حُبُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَعَلَامَۃُ حُبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّ السُّنَّۃِ.
(تفسیر قرطبی، آلِ عمران:۳۱)

فَجَعَلَ أَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِہٖ، فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ ﷺ: مَایَحْمِلُکُمْ عَلیٰ ھٰذَا؟ قَالُوْا: حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَرَّہٗ أَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ أَوْیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ، وَلْیُؤَدِّ أَمَانَتَہٗ اِذَا ائْتُمِنَ، وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوۃ ص: ۴۲۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرادرضی اللہ عنہ سے روایت ہےکہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن وضوفرمایا تو آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کے وقت ٹپکنے والا پانی لے کر (اپنے چہرے اورجسموں پر) ملنے لگے، آپؐ نے ارشادفرمایا: کون سی چیز تمھیں اس کام پرآمادہ کررہی ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت، رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ اوراس کے رسولؐ سے محبت کرے یا اللہ اوراس کے رسولؐ اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ جب بات کرے تو سچ بولے۔ جب کوئی امانت اس کے پاس رکھوائی جائے تو اس کوادا کرے۔ اوراپنے پڑوسی کے ساتھ اچھاسلوک کرے۔

روایت کا حاصل یہ ہے کہ حُبِّ رسولؐ کا تقاضہ یہ ہے کہ میری تعلیمات کوحرزِ جان بناؤ، تمھارے اخلاق، تمھارے معاملات(۱) اورتمھاری معاشرت (۲) (سب کے سب) میرے لائے ہوئے دین اورمیری لائی ہوئی شریعت کے مطابق ہوں۔

مشکوٰۃ ہی کی روایت ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ: لَایُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًالِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

(رواہ فی شرح السنۃ: کذا فی المشکوۃ بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ،ص:۳۰)

(۱) کاروباری زندگی
(۲) رہن سہن، گھریلو زندگی

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی چاہ (اسکا جذبہ اور رجحانِ خاطر) اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو لے کر میں آیا ہوں (۱)۔

مشکوۃ کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوۃ ص:۳۰، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ:۲۶۷۸، وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ أَحْيَا سُنَّتِيْ الخ)

ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی (یعنی اس پر عمل کیا) تو اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا، یہ روایت ببانگ دہل یہ اعلان کرتی ہے کہ:۔ محبت وعقیدت کے تقاضے فقط زبانی دعووں سے پورے نہیں ہوتے بلکہ حقیقی محبت آپکی کامل اتباع میں پوشیدہ ہے۔

محبت کی علامت اطاعت ہے

حقیقی محبت وہی ہے جو اطاعت پر آمادہ کرے، علمائے کرام لکھتے ہیں کہ اطاعت کی کمی محبت کی کمی سے ہوتی ہے، اور جس قدر عشق ومحبت بڑھتی ہے اطاعت وفرمانبرداری میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔

آج ہم حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کا دم تو بھرتے ہیں بلکہ حُبِّ نبیؐ کے جزو ایمان ہونے کا یقین بھی رکھتے ہیں، لیکن اس کے تقاضوں کی تکمیل سے گریزاں ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عملی طور پر بھی آپ سے اپنی محبت اور وابستگی کا ثبوت پیش کریں، کیونکہ دعوی اور عمل میں عمل ہی اصل ہے، اسی سے کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہوتی ہے،

(۱) قَالَ الْأَزْهَرِيُّ: مَحَبَّةُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ طَاعَتُهُ لَهُمَا وَاتِّبَاعُهُ أَمْرَهُمَا. (تفسیر قرطبی، آل عمران:۳۱)

اِس لئے اگر ہم آپؐ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا چاہتے ہیں تو ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرت، غرض ہر شعبۂ زندگی میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا ہوگا، تبھی ہم سچے عاشق اور حقیقی مُحِبِّ رسول ﷺ عنداللہ شمار کئے جاسکتے ہیں۔

حُبِّ رسولؐ اصل میں تکمیلِ دین ہے
گر یہ نہ ہو تو دعوئ اُلفت فضول ہے

مذہبِ اسلام کی جامعیّت

رحمۃ للعالمین ﷺ کے واسطے سے ہمیں کامل اور مکمل ''ضابطۂ حیات'' نصیب ہوا ہے، آپؐ نے ہر شعبۂ حیات میں ہماری مکمل رہنمائی فرمائی ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہماری رہنمائی کے لئے موجود نہ ہوں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے:۔ عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لَهُ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ۔
(رواہ مسلم، الرقم:۲۶۲/ مشکوۃ، ص:۴۴)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ أُعَلِّمُكُمْ، إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَنَهٰى أَنْ يَسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ۔ (رواه ابن ماجة الرقم:۳۱۳، والدارمی الرقم:۷۰۱، مشکوۃ ص: ۴۲)

کسی مشرک نے استہزاءً حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمھارے نبی تو تمھیں

ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں، یہاں تک کہ پاخانہ، پیشاب کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں (بھلا یہ بھی کوئی سکھلانے کی چیز ہے؟) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (جس چیز کو تو بطور استہزاء کے کہہ رہا ہے وہ ہمارے لئے باعثِ صد افتخار ہے) سن: آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ پاخانہ پیشاب کے لئے قبلہ رخ ہو کر نہ بیٹھیں اور داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کریں، تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کریں، لید (گوبر) ہڈی وغیرہ سے استنجاء نہ کریں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ: میں تم لوگوں کے لئے ایسا ہوں جیسے باپ بیٹے کے لئے ہوتا ہے، میں تمھیں سکھلاتا ہوں کہ جب بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ رخ نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف پشت کرو، اور (صفائی کے لئے) تین ڈھیلوں کا حکم فرمایا، اور لید و ہڈی کے استعمال سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

الحاصل: اسلام ایک مکمل ''دستورِ حیات'' اور پاکیزہ ''نظامِ زندگی'' ہے، اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی تعلیمات زندگی کے ہر ہر گوشے کو محیط ہیں، ایک ایک چیز اور ہر ہر جزء کے لئے آپ ﷺ سے ''رہنما ہدایات'' منقول ہیں، حتیٰ کہ پاخانہ اور پیشاب کے بارے میں بھی آپ ﷺ کی تعلیمات نہایت واضح انداز میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم زندگی کے تمام شعبوں میں ہادیٔ عالم ﷺ کی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھیں، اور آپ کی لائی ہوئی عظیم شریعت اور آپ ﷺ کی بے بہا سنت کو اپنی زندگی کا آئیڈیل بنائیں۔ ورنہ آپ ﷺ کے طریقے سے منھ موڑ کر ہم کبھی بھی کامیابی کی منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔

خلافِ پیمبرؐ کسے رہ گُزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

صحیحین کی روایت ہے:۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلىٰ بُيُوتِ، أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَقَدْ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّيْ اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ الْاٰخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ النَّهَارَ أَبَداً وَّلَاأُفْطِرُ، وَقَالَ الْاٰخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَداً، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَاوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ، وَلٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

(متفق علیه، بخاری الرقم: ۵۰۶۳، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح/ مسلم الرقم: ۱۴۰۱، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح/ کذا فی المشکوة، ص: ۲۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین حضرات نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کی طرف نبی کریم ﷺ کی (رات کی) عبادت کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے، جب انھیں آپ ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انھوں نے اسے کم سمجھا (مگر آنحضرت ﷺ سے محبت وعقیدت کی بنا پر انھوں نے یہ تاویل کی) اور کہا کہ: ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں، (لہٰذا آپ ﷺ کو زیادہ مجاہدہ برداشت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، اور ہم لوگ گنہگار ہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ کو راضی کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مجاہدے اور مشقتیں برداشت کریں) ان میں سے ایک نے کہا: کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا (رات میں سوؤں گا ہی نہیں) دوسرے نے کہا: کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دونگا، تیسرے نے کہا: کہ میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا اور کبھی

نکاح نہیں کرونگا، (جب آنحضرت ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن نے ان تینوں حضرات کا واقعہ آپؐ سے بیان فرمایا) آپؐ ان تینوں حضرات کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا: کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سنو! بخدا میں تم میں سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہوں (مگر میں ہمیشہ روزے نہیں رکھتا) بلکہ روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، (ساری رات عبادت نہیں کرتا) بلکہ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھا ہے، (تجرُّد کی زندگی نہیں گزارتا) (یہ میرا طریقہ ہے) جو میرے طریقے سے بے رغبتی اور اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

سنت کے سوا سب طریقے مردود ہیں

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو عمل حضورِ اقدس ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہو، بظاہر وہ کتنا ہی خوشنما کیوں نہ ہو گمراہی کا ذریعہ ہے، ذریعۂ نجات صرف اور صرف شریعتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی اتباع ہے، جس طرح حضورِ اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا ہے، اسی طرح آپؐ کے طریقۂ زندگی کے سوا کسی دوسرے طریقے کو اپنانے کی اجازت نہیں، اب تا قیامت تاجدارِ مدینہ ﷺ ہی کے طریقے چلیں گے، اس میں کوئی تغیر نہیں ہوسکتا۔

صاحبِ مشکوۃ المصابیح، سنن دارمی کی روایت نقل کرتے ہیں:۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتىٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِّنَ التَّوْرَاةِ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ، فَسَكَتَ، فَجَعَلَ يَقْرَءُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ، مَاتَرىٰ مَا بِوَجْهِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَنَظَرَ عُمَرُؓ اِلىٰ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ، رَضِيْنَابِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهٖ، لَوْبَدَالَكُمْ مُوْسىٰ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِىْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ، وَلَوْكَانَ حَيًّا وَّأَدْرَكَ نُبُوَّتِىْ لَاتَّبَعَنِىْ۔ (رواہ الدارمی، کذافی المشکوٰۃ، ص:٣٢)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَتَاهُ عُمَرُؓ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيْثَ مِنْ يَّهُوْدَ تُعْجِبُنَا أَفَتَرىٰ أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا؟ فَقَالَ: أَمُتَهَوِّكُوْنَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارىٰ؟ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَّلَوْكَانَ مُوْسىٰ حَيًّامَاوَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِىْ۔

(رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان، مشکوۃ ص: ٣٠)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ توارت کا ایک نسخہ ہے، آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا (خاموش رہے) تو حضرت عمرؓ نے اسے پڑھنا شروع کر دیا، ادھر حضورِ اقدس ﷺ کا چہرۂ انور متغیر ہونے لگا، تو حضرت ابوبکرؓ نے فوراً حضرت عمرؓ کو ٹوکا اور فرمایا: عمر! تمھیں گم کرنے والیاں گم کریں! تم رسولِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور (کی کیفیت) نہیں دیکھتے؟ حضرت عمرؓ نے حضورِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا (کہ ناگواری سے رنگ بدلا ہوا ہے تو گھبرا کر) عرض کیا: میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غصہ سے اور اس کے رسولؐ کے غصہ سے، ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر دل سے راضی ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری

جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام تمھارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اور (سن لو) اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میرے زمانۂ نبوت کو پاتے تو وہ بھی میرا ہی اتباع کرتے۔ (سنن دارمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت مسند احمد اور بیہقی میں ھیکہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم یہود سے (بعض) باتیں ایسی سنتے ہیں جو عجیب معلوم ہوتی ہیں، اجازت ہو تو کچھ باتیں لکھ لیا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم شک میں ہو، جیسے یہود و نصاریٰ شک میں تھے؟ بلاشبہ میں تمھارے پاس صاف ستھری اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ ﴿شعب الایمان: ص:١٧٦﴾

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد ساری شریعتیں اور سارے طریقے منسوخ ہیں، شرعِ محمدی اور سنتِ نبوی (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے سوا کوئی بھی طریقہ مقبول نہیں ہے، اسی لئے قربِ قیامت کے وقت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو وہ بھی شرعِ محمدیؐ ہی کے پیرو ہونگے اور آپؐ ہی کے طریقہ پر چلیں گے۔ ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں دُرُست
کُتب خانۂ چند ملت بشُست

منشائے نبوی ﷺ پر چلنے والے حضرات

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت ﷺ کی اتباع کے حریص، آپؐ کے نقشِ قدم کے عاشق اور آپؐ کے اشاروں پر جان دینے والے تھے، اس سلسلہ میں بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، ہم صرف چند روایات بطور نمونہ کے پیش کرتے ہیں۔

انصاری صحابی کا مکان کوڈھادینا

صحابۂ کرام کو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کا تمغہ ہی اس بنا پر ملا کہ وہ سب نبی کریم ﷺ کے اتنے عاشق اور چاہنے والے تھے کہ دنیا کی تمام چاہتیں آپ ﷺ پر قربان تھیں، صحابۂ کرامؓ آپؐ کے حکم ہی کے منتظر نہیں رہتے تھے، بلکہ کوئی علامت یا اشارہ بھی مل جاتا جس سے آپؐ کے رجحانِ خاطر اور میلانِ قلبی کا پتہ چلتا تو فوراً اسے اپنے سینے سے لگا لیتے اور اسی وقت اس پر عمل شروع کردیتے، یہ حضراتؓ منشائے نبوی دیکھتے تھے کہ آپؐ کا منشاء مبارک کیا ہے؟ اور آپؐ کا منشاء معلوم ہوجانے کے بعد ان کے لئے ہر قربانی دینی آسان تھی، سنن ابی داؤد کی روایت ہے:۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَّنَحْنُ مَعَهٗ، فَرَأىٰ قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَاهٰذِهٖ؟ قَالَ أَصْحَابُهٗ: هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ، حَتّٰى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا، حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى أَصْحَابِهٖ وَقَالَ: وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا: خَرَجَ فَرَأىٰ قُبَّتَكَ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ، فَخَرَجَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا، قَالَ: مَافَعَلَتِ الْقُبَّةُ، قَالُوْا: شَكَااِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَ مَهَا، فَقَالَ: أَمَا أَنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَالَا اِلَّا مَالَا يَعْنِىْ مَالَا بُدَّمِنْهُ۔

(رواه ابو داؤد،الرقم:٥٢٣٧، كتاب الأدب، باب ماجاء فى البناء ص:٧١١/مشكوة ص: ٤٤١)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ ایک مرتبہ کہیں باہر تشریف لے جارہے تھے، ہم لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے، راستے میں ایک قبہ دار مکان دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا، (اور اس سے بظاہر دنیوی ٹیپ ٹاپ کا احساس ہورہا تھا) آپؐ نے صحابۂ کرام سے دریافت فرمایا کہ یہ مکان کس کا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ فلاں انصاری صحابی کا ہے، حضورِ پاک ﷺ یہ سن کر خاموش رہے اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، کسی دوسرے وقت وہ انصاری صحابی حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کیا، حضور ﷺ نے اعراض فرمایا، سلام کا جواب نہ دیا، انھوں نے دوبارہ سہ بارہ سلام کیا، آپؐ نے اب بھی سلام کا جواب نہ دیا اور اعراض فرماتے رہے، جب ان صحابی کو حضور ﷺ کی ناراضگی کا احساس ہوا تو وہاں موجود صحابۂ کرام سے دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہے؟ میں آج حضورِ اقدس ﷺ کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں صحابہ نے بتلایا کہ حضور پاکؐ باہر تشریف لے گئے تھے راستہ میں تمھارا قبہ دار مکان دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا مکان ہے؟ یہ سن کر وہ انصاری صحابی فوراً گئے اور اس کو توڑ کر بالکل زمین کے برابر کردیا یہاں تک کہ نام ونشان بھی نہ رہا۔

اتفاق سے پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ کا اسی راستے سے گزر ہوا تو قبہ نظر نہیں آیا، آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے پوچھا: وہ قبہ کیا ہوا؟ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ انصاری صحابی نے آپ کے اعراض کا تذکرہ کیا تھا اور ہم نے بتلایا تھا کہ تمھارا قبہ دیکھا ہے اسی کی بناء پر اعراض فرمایا ہوگا، تو آکر انھوں نے اس کو بالکل منہدم کردیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔

ف: یہ انتہائی درجہ کی محبت اور کمالِ عشق کی بات ہے، حضرات صحابۂ کرام کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرۂ انور کو رنجیدہ دیکھیں، ان انصاری صحابی کی محبت اور کمالِ عشق دیکھئے: کہ کتنی تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ اس گنبد نما مکان کی تعمیر کی ہوگی مگر جیسے ہی آپؐ کی کراہت اور ناپسندیدگی کا علم ہوا تو فوراً توڑ دیا۔

آپ ﷺ کے ارشادِ عالی سے محبت کی انتہاء

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا اِلٰى جَنْبِهٖ ابْنُ أَخٍ لَّهٗ فَخَذَفَ فَنَهَاهُ، وَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا وَقَالَ: اِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا وَّلَا تُنْكِئُ عَدُوًّا وَاِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ، قَالَ: فَعَادَ ابْنُ أَخِيْهِ يَخْذِفُ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَداً۔

(البخارى: كتاب الذبائح والصّيد، باب الخَذْفِ والبُنْدُقَةِ رقم الحديث:٥٤٧٩
مسلم: كتاب الصيد والذبائح، باب اِبَاحَةِ مايُستعانُ به على الاِصطِياد رقم الحديث:١٩٥٤
واللفظ لابن ماجة ص:٣، رقم الحديث:١٧و٣٢٢٦)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک (نوعمر) بھتیجہ ان کے بغل میں بیٹھا تھا، اس نے اپنے انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر اس کو انگلی سے پھینکی، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بھتیجے کو کنکری سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو اسے منع کیا اور فرمایا کہ (برادرزادہ ایسا نہ کرو) اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، آپؐ کا ارشاد ہے کہ (اس سے فائدہ کچھ نہیں) نہ شکار ہوسکتا ہے، نہ دشمن کو نقصان پہونچایا جاسکتا ہے، اور اتفاقاً کسی کے لگ جائے تو دانت ٹوٹ جائے، آنکھ پھوٹ جائے، بھتیجہ کم عمر تھا، اس نے جب چچا کو دوسری طرف متوجہ دیکھا تو) پھر کھیلنے لگا، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے (دیکھ لیا) فرمایا کہ میں تجھے حضور ﷺ کا ارشاد سناتا ہوں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا

ہے اور تو پھر اسی کام کو کرتا ہے؟ (خدا کی قسم) تجھ سے کبھی بات نہیں کرونگا۔

ف: حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کو اس کا تحمل نہ ہوسکا کہ حضور ﷺ کا ارشاد سنانے کے بعد بھی وہ بچہ اس کام کو کرے، ہم لوگ صبح سے شام تک حضور پاک ﷺ کے کتنے ارشادات سنتے ہیں اور اُن پر عمل کا کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ ہر شخص خود ہی اپنے متعلق فیصلہ کرسکتا ہے۔

صحابیٔ رسول مسجد کے دروازے پر

آپ ﷺ کے ارشادِ عالی کی صحابۂ کرام کے دلوں میں اتنی قدر تھی کہ آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک سننے کے بعد اس کے خلاف کرنا گوارہ ہی نہیں تھا، سنن ابی داؤد کی روایت ہے:۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: اجْلِسُوْا، فَسَمِعَ ذَالِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَلَسَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَعَالَ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ۔

(رواہ ابوداؤد ص:١٥٦، كِتَاب الصَّلٰوة، بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي الْخُطْبَةِ، الرقم:١٠٩١۔ ﴿دارالاشاعت کلکتہ﴾)

حضورِ اقدس ﷺ جمعہ کے دن (مسجدِ نبوی میں) منبر پر تشریف فرما ہیں، (آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کناروں پر کھڑے ہوئے ہیں، ان سے مخاطب ہوکر) آپؐ نے فرمایا: ''**اِجْلِسُوْا**'' (بیٹھ جاؤ)۔

(جس وقت آپ ﷺ نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر سڑک پر تھے اور مسجد نبوی کی طرف آرہے تھے، ابھی وہ مسجد کے دروازے ہی پر پہونچے تھے کہ ان کے کان میں سرورِ کائنات ﷺ کی یہ آواز آئی کہ ''لوگو! بیٹھ جاؤ'' حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے (جہاں جوتیاں اتاری جاتی ہیں) (حالانکہ حضورِ اقدس ﷺ نے بیٹھنے کا حکم ان لوگوں کو دیا تھا جو مسجد کے اندر کناروں پر کھڑے تھے، سڑک پر یا مسجد کے دروازے پر بیٹھنے کو نہیں کہا تھا، لیکن جب صحابیٔ رسولؐ کے کان میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد پڑ گیا کہ ''بیٹھ جاؤ'' تو وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے اور دروازے ہی پر بیٹھ گئے) حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں دیکھا اور فرمایا: ابنِ مسعود! اندر آجاؤ، تب وہاں سے اٹھ کر اندر گئے۔ (مشکوۃ ص:١٢۴)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ يَخْطُبُ فَسَمِعَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ "اِجْلِسُوْا" فَجَلَسَ مَكَانَهُ خَارِجًا عَنِ الْمَسْجِدِ حَتّٰى فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُطْبَتِهٖ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ: زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَوَاعِيَةِ اللّٰهِ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوْلِهٖ. كَذَافِي الْكَنْزِ (٧/٥٢) وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهِقِيُّ أَيْضًا نَحْوَهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ كَمَا فِي الْإِصَابَةِ (٢/٣٠٦)۔

(حیاۃ الصحابۃ، ج:٢، ص:٤٥٩)

حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اُس وقت منبر پر خطبہ دے رہے تھے، حضرت عبداللہ بن رَواحہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں ''بیٹھ جاؤ'' یہ وہیں مسجد سے باہر اُسی جگہ بیٹھ گئے اور خطبہ ختم ہونے تک اُسی جگہ بیٹھے رہے۔ جب حضورِ اکرم ﷺ کو اِس کا پتہ چلا تو آپ نے اُنہیں دعاء دی اور اُن سے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا شوق تمہیں اور زیادہ نصیب فرمائے۔

سونے کی انگوٹھی کو ہاتھ نہ لگانا

صحابۂ کرام کے دل ودماغ پر آنحضرت ﷺ کی محبت وعظمت کے جو گہرے نقوش ثبت تھے اس کی مثال ملنی مشکل ہے، انھوں نے اپنے جذبات ورجحانات کو بھی نبی کریم ﷺ کے جذبات ورجحانات پر قربان کردیا تھا، آپؐ کے فیصلے ان کے لئے آخری فیصلے ہوا کرتے تھے، صحابۂ کرام کی زندگی میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ کسی ادنی درجہ کے صحابی نے بھی آپؐ کے احکامات، ارشادات اور فرمودات سے سرموانحراف کیا ہو۔

صحیح مسلم کی روایت ہے:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأىٰ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ اِلىٰ جَمْرَةٍ مِّنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ، فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَاذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ أَبَداً وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(رواه مسلم، رقم الحديث: ۲۰۹۰، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال۔ مشكوة ص: ۳۷۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صاحب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپؐ نے ان کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا: تم میں سے بعض آدمی جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ رکھ لیتے ہیں، جب حضورِ اکرم ﷺ چلے گئے تو ان صحابی سے کسی نے کہا کہ: اپنی انگوٹھی اٹھالو، کسی اور کام میں لے آنا، انھوں نے جواب دیا: نہیں، خدا کی قسم! جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے پھینک دی میں کبھی بھی اس کو نہیں اٹھا سکتا۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کا جذبۂ اطاعت

اطاعت وفرمانبرداری، جاں نثاری وجاں سپاری اور آنحضرت ﷺ کے اشاروں پر جذبات وخواہشات کی قربانی صرف مردوں کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ صحابیات رضی اللہ عنھن بھی اس معاملے میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں، اس سلسلے میں بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، بطور نمونہ کے صرف دو واقعے پیش خدمت ہیں۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ، فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ، فَكَانَتِ الْمَرْءَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ، حَتّٰى أَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهٖ.

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، رَقم الحديث: ۵۲۷۲، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابٌ فِيْ مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيْقِ)

حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اُس وقت فرماتے ہوئے سنا جب آپ مسجد سے باہر نکل رہے تھے اور لوگ راستے میں عورتوں میں مل جُل گئے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: (اے عورتوں کی جماعت) تم سب پیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لئے راستہ کے درمیان سے چلنا ٹھیک نہیں ہے، تمہارے لئے راستے کے کنارے کنارے چلنا مناسب ہے۔ (آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عورتوں نے ایسا عمل کیا کہ) اس کے بعد وہ دیوار سے چپک کر چلنے لگیں، یہاں تک کہ ان کے کپڑے (دوپٹے وغیرہ) دیوار میں پھنس جاتے تھے۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ

ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: أَتُعْطِيْنَ زَكوٰةَ هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

(رواه ابو داؤد، كِتَابُ الزكوة، بَابُ الكنز، مَاهُوَ و زكوٰة الْحُلِى، رقم الحديث:۱۵۶۳، ص: ۲۱۸۔ والنسائی، کتاب الزكوٰة، بابُ زكوٰةِ الحُلِيِّ، رقم الحديث:۲۴۷۹، ص: ۲۶۶)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون اپنی ایک بیٹی کے ساتھ حاضر ہوئیں، انکی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے، حضورِ اقدس ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ (بیٹی کو جو کنگن تم نے پہنا رکھے ہیں) ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ: نہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ ان دونوں کی (زکوۃ نہ نکالنے کی) بناء پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے دو کنگن پہنا دیں؟ (اتنا سننا تھا کہ) اللہ کی اس بندی نے (لڑکی کے ہاتھوں سے) وہ دونوں کنگن نکالے اور انھیں نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور عرض کیا کہ (اب) یہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہیں۔

غزوۂ بدر میں قیدیوں کے ساتھ صحابۂ کرام کا حُسنِ سلوک

وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ عَنْ أَبِيْ عَزِيْزِبْنِ عُمَيْرٍ أَخِيْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ فِي الْأَسْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَوْصُوْا بِالْأَسَارٰى خَيْرًا" وَكُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَكَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَاءَ هُمْ وَعَشَاءَ هُمْ أَكَلُوْا التَّمْرَ وَأَطْعَمُوْنِي الْبُرَّ لِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ الْهَيْثَمِيُّ (۸۶/۶) اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ (حياة الصحابة ج:۲، ص:۴۵۸/۴۵۹)۔

حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ بدر کے دن کافر قیدیوں میں تھا، حضور ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا: تم لوگ اِن قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ حضرت ابوعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انصار کی ایک جماعت کے پاس مقیّد تھا وہ جب بھی دن کو یا رات کو کھانا سامنے رکھتے تو حضورِ اکرم ﷺ کی تاکید کی وجہ سے مجھے گندم کی روٹی کھلاتے اور خود کھجور کھا کر گزارہ کر لیتے۔

اتباع ہو تو ایسی

سیرتِ طیبہ کا ایک حصہ وہ عقائد و اعمال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے مامورِ شرعی کے طور پر ادا کیا ہے اور ہر شخص ان کا مکلّف ہے، ان کو "سُنَنِ ھُدیٰ" کہا جاتا ہے۔

اور ایک حصہ ان امور کا ہے جو آنحضرت ﷺ کی خصوصیت اور کرامت تھی مثلاً صومِ وصال وغیرہ، امت کو ان اُمور کی اجازت نہیں۔

اور ایک حصہ اُن اُمور کا ہے جن کو آنحضرت ﷺ نے مامورِ شرعی کی حیثیت سے نہیں بلکہ اتفاقیہ عادات کے طور پر اختیار فرمایا یہ "سُنَنِ زَوَائد" کہلاتے ہیں، امت ان امور کی اگرچہ مکلّف نہیں مگر حتی الامکان ان امور میں بھی آپ کی پیروی کرنا عشق و محبت کی بات ہے کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے(۱)۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے اتفاقیہ امور میں بھی آپ کی پیروی کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔

سُنّتوں کے عاشق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مقامات یاد کر رکھے تھے جہاں آنحضرت ﷺ نے سفرِ حج میں قیام فرمایا تھا، نماز پڑھی تھی، یا کوئی اور کام کیا تھا، محدثین نے انھیں کی روایت سے ان تمام مقامات کا نشان اور پتہ بتایا ہے۔ ﴿حیاۃ الصحابہ، جلد:۲، ص:۴۸۴﴾

(۱) اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ص:۳۶

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حج کے لئے تشریف لے جاتے تو جہاں جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی، وہاں نماز پڑھتے، جہاں آپؐ نے قیام فرمایا تھا وہاں قیام کرتے، جہاں جو کام کیا تھا وہاں وہ کام کرتے، عرفات اور مزدلفہ کے درمیان ایک گھاٹی میں تشریف لے جا کر آنحضرت ﷺ نے قضائے حاجت کی تھی، پھر وضو کیا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس گھاٹی میں جاتے (استنجاء کا تقاضہ نہ ہوتا پھر بھی کچھ دیر وہاں بیٹھتے اور پھر) آنحضرت ﷺ نے جہاں وضو کیا تھا وہاں وضو کرتے۔ ﴿صحیح بخاری، الرقم:۱۶۶۸،ص:۲۲۶﴾

۞ صحابۂ کرام کو سیرتِ طیبہ کی پیروی اور آنحضرت ﷺ کی نقل واتباع کا کتنا شوق تھا؟ اس کا کچھ اندازہ درج ذیل روایات سے لگایا جا سکتا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَماً مِّنْ ذَهَبٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَماً مِّنْ ذَهَبٍ، فَنَبَذَهٗ وَقَالَ: اِنِّيْ لَنْ أَلْبَسَهٗ أَبَداً، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

(رواہ البخاری،رقم الحدیث:۷۲۹۸، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الإقتداء بأفعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی، (جب صحابۂ کرامؓ نے دیکھا) تو انھوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، اللہ کے رسول ﷺ نے اسے پھینک دی اور فرمایا کہ: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی مگر اب میں اسے پھینک رہا ہوں اور اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا، یہ دیکھ کر صحابۂ کرام نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ﴿صحیح بخاری﴾

وَأَخْرَجَ أَبُوْنُعَيْمٍ عَنِ الْكِنَانِيِّ رَسُوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِلىٰ هِرَقْلَ، وَكَانَ يُقَالُ لَهٗ جَثَّامَةُ بْنُ مُسَاحِقِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنَانِيِّ قَالَ: جَلَسْتُ فَلَمْ أَدْرِمَاتَحْتِيْ، فَاِذَا تَحْتِيْ كُرْسِيٌّ مِّنْ ذَهَبٍ، فَلَمَّا رَأَيْتُهٗ نَزَلْتُ

عَنْهُ فَضَحِكَ، فَقَالَ لِيْ: لِمَ نَزَلْتَ عَنْ هٰذَا الَّذِيْ أَكْرَمْنَاكَ بِهٖ؟ فَقُلْتُ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهىٰ عَنْ مِثْلِ هٰذَا. كَذَافِي الْكَنْزِ(۷/۱۵) وَأَخْرَجَهٗ بْنُ مَنْدَهْ نَحْوَهٗ كَمَا فِي الْاِصَابَةِ(۱/۲۲۷)

(حَيَاةُ الصَّحَابَةِ،ج:۲،ص:۴۶۲)

حضرت جثّامہ بن مُساحق بن ربیع بن قیس کِنانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاصد بن کر ہرقل کے پاس گئے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ہرقل کے پاس جا کر بیٹھ گیا پہلے تو میں نے خیال نہ کیا کہ میرے نیچے کیا ہے؟ اور میں کس چیز پر بیٹھ رہا ہوں۔ لیکن جب میں نے خیال کیا کہ وہ سونے کی کرسی ہے تو فوراً اُتر کر نیچے بیٹھ گیا، میرے اِس طرزِ عمل سے ہرقل ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم نے یہ کُرسی تمہارے اِکرام کیلئے رکھی تھی تم اِس سے اُتر کیوں گئے؟ میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اس جیسی چیزوں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے (لہٰذا میں اِس پر نہیں بیٹھ سکتا)۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ ذَالِكَ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ قَالَ: مَاحَمَلَكُمْ عَلىٰ اِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ؟ قَالُوْا: رَأَيْنَا أَلْقَيْتَ نِعَالَكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا. (الحديث)

(رواہ ابوداؤد ص: ۱۰۲، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، باب الصلوة فی النعل، الرقم: ۶۵۰)

آنحضرت ﷺ امامت فرما رہے ہیں، نعلین زیبِ پا ہیں، دفعۃً نعلین نکال دیتے ہیں اور اس کو اپنے بائیں جانب رکھ دیتے ہیں، صحابۂ کرام نے جب آپؐ کو نعلین اتارتے ہوئے دیکھا تو جن کے پیروں میں نعل تھے انھوں نے بھی فوراً اتار دیئے، نماز سے فراغت کے بعد آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: تم لوگوں نے نعل کیوں اتار دیئے؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ کو اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیئے، (ارشاد فرمایا کہ میں نے تو اس

لئے اتارے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ نعل میں کچھ نجاست لگی ہوئی ہے)۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُشَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ وَإِنَّ زِرَّقَمِيصِهٖ لَمُطْلَقٌ، قَالَ عُرْوَةُ: فَمَارَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَاابْنَهُ فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ إِلَّا مُطْلَقَةً أَزْرَارُهُمَا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ:۳۵۸۷، وَأَبُوْدَاؤُدَ:۴۰۸۲، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ حَلِّ الْأَزْرَارِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مَاجَةَ)

حضرت عُروہ بن عبداللہ حضرت معاویہ بن قرّہؓ سے روایت کرتے ہیں اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت قُرّہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی، اُس وقت آپ ﷺ کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، حضرت عُروہؒ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور اُن کے صاحبزادے کی قمیص کے بٹن جاڑا ہو یا گرمی ہمیشہ کھُلے دیکھے ہیں۔ وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَداً (یہ دونوں کبھی بٹن لگاتے ہی نہیں تھے، اپنے گریبان ہمیشہ کھلے رکھتے تھے)۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ الْعَبْشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهٖ وَإِسْبَالُ إِزَارِهٖ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلٰى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ رَقْمُ الْحَدِيْث:۴۰۸۹، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَاجَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتابُ اللِّبَاس، بَابُ التَّرَجُّل، ص:۳۸۲)

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (حضرت خُریم اَسدی کے سر کے بال بہت بڑے تھے اور وہ لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رہتے تھے) ایک دفعہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا خُریم اَسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس میں دو باتیں نہ ہوں، ایک تو اس کے سر کے بال بہت بڑے ہیں دوسرے وہ لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رہتا ہے۔

حضرت خُریم اَسدی کو حضور ﷺ کا یہ ارشاد پہونچا تو فوراً چاقو لیکر بالوں کو کانوں کے نیچے سے کاٹ دیئے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔

اور لشکر واپس لوٹ آیا

صحابۂ کرامؓ نے کسی کام کا خواہ کتنا ہی پختہ عزم کر لیا ہو یا کسی مقصد کے لئے کتنا ہی مستحکم منصوبہ بنا رکھا ہو، اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ عمل سنتِ رسولؐ کے خلاف ہے تو اس پورے منصوبے کو ترک کر دینے میں انھیں مطلق تأمل نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ اس کے لئے انھیں بڑی سے بڑی قربانی بھی گوارا تھی، ان کی یہ امتیازی شان تھی کہ حضور ﷺ کے ارشاد کو سنتے ہی بڑے سے بڑے منصوبوں کو منسوخ کر دینا اور اپنے مُصمّم عزائم کو ختم کر دینا اور اشارہ پاتے ہی جان و مال اور اپنی تمام خواہشات کو قربان کر دینا ان کے لئے بالکل آسان تھا، اور کیوں نہ ہوتا جب کہ انھوں نے حق پر مر مٹنا اور اللہ و رسولؐ کی مرضیات پر قربان اور فنا ہو جانا مقصدِ حیات اور اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا تھا۔

روایت ملاحظہ ہو: عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ، حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، فَنَظَرُوْا فَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَالِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْيُنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ، قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ۔

(رواه الترمذی، الرقم: ۱۵۸۰، أَبْوَابُ السِّيَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْغَدْرِ، ص: ۱۹۱، أبو داؤد، الرقم: ۲۷۵۹، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابٌ فِي الْإِمَامِ يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ، ص: ۳۷۹/۳۸۰، مشکوۃ ص: ۳۴۷)

سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مخصوص مدت کے لئے) (جنگ بندی کا) معاہدہ ہوگیا تھا، (جنگ بندی کی مدت ختم ہونے کے قریب آ گئی تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر ان کے شہروں کی طرف نکل پڑے (خیال یہ تھا کہ دشمن کی سرحد تک پہونچتے پہونچتے معاہدے کی مدت ختم ہوجائے گی) اور جوں ہی مدتِ عہد پوری ہوگی فوراً دشمن پر حملہ کردیں گے (اور اس طرح کامیابی کی توقع زیادہ ہوگی اس لئے کہ دشمن ابھی مطمئن ہے اور اس نے کوئی تیاری نہیں کی ہے) (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھ رہے تھے) اچانک (پیچھے سے) ایک شخص ترکی گھوڑے پر سوار یہ کہتا ہوا آیا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ" (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، وفاءِ عہد ضروری ہے، عہد شکنی بُری بات ہے، مومن کا شیوہ وفاداری ہے، غداری نہیں) لوگوں نے دیکھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عمرو بن عبسہ ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہوتو وہ نہ تو اس عہد کو توڑے اور نہ ہی اس کو مضبوط کرے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے یا ان کا عہد ان کی طرف پھینک دے تاکہ دونوں برابر خبردار ہوجائیں'' (یعنی معاہدے کی پوری پوری حفاظت اسی طرح کرے جس طرح عہد کیا تھا، اس میں کمی زیادتی یا توڑ پھوڑ نہ کرے اسی طرح مدتِ عہد پوری کرلے، اور اگر مدت کا پورا کرنا مصلحت اور سیاست کے خلاف ہوتو جس قوم سے عہد کیا ہے اس کا عہد واپس کردے اور صفائی سے کہہ دے کہ ہم نے عہد ختم کردیا، اب ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس ﷺ کا یہ ارشاد سنا تو فوراً مع لشکر کے واپس ہوگئے۔

(اس وقت نہ کوئی حکمت و مصلحت آڑے آئی، نہ ارشادِ نبویؐ میں کسی تاویل وتوجیہ کا خیال آیا، بلکہ اپنے اس عظیم اقدام کو فوراً واپس لے لیا، حالانکہ درحقیقت یہ نقضِ عہد نہ تھا،

بلکہ عہد کی مدت ختم ہوجانے کے بعد ہی حملہ کرنے کا ارادہ تھا، مگر صورت نقضِ عہد کی تھی، کہ اعداء اپنی جگہ پر غافل و بے خبر تھے اور جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔)

﴿ مرآۃ الانوار، ج:۱،ص:۳۲۸ ﴾

مخالف ماحول میں بھی سنت نبوی ﷺ کا اہتمام

صحابۂ کرام کا حال یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے لئے اپنی جان، اپنے مال اور اپنے جذبات وخواہشات کو ہر آن قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، اپنی ہر ہر نشست وبرخاست کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی فکر میں رہتے تھے، اور اس معاملے میں ان کے جذبۂ اطاعت کا یہ عالم تھا کہ مخالف سے مخالف ماحول میں بھی اپنی شکل وصورت، لباس، وضع قطع اور طرزِ زندگی پر ثابت قدم رہے۔ ظاہری مصلحت اور وقتی ضرورت کے پیشِ نظر بھی اس میں کسی قسم کے تغیر وتبدل کو ہرگز گوارا نہ کیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ایلچی بن کر اہل مکہ کے پاس تشریف لے گئے تو مکہ والوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی، بدکلامی اور استہزاء کا معاملہ کیا، یہ دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ابان بن سعید نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر مکہ کے سرداروں کے پاس مذاکرات کے لئے جانے لگے تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زیرِ جامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا، اور مکہ والے اس کو معیوب سمجھا کرتے تھے، اس لئے ابان بن سعید نے حضرت عثمان سے کہا کہ: بھائی صاحب! آپ اپنا زیر جامہ ذرا نیچے کر لیجئے تاکہ سردارانِ قریش آپ کی تحقیر نہ کریں اور گفتگو کامیاب رہے۔

بظاہر یہ مشورہ خیرخواہی اور مصلحت اندیشی پر مبنی تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کرنے سے صاف انکار کردیا اور فرمایا: هٰكَذَا إِزْرَةُ صَاحِبِنَا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نہیں، میں اپنا ازار اس سے نیچے نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا

لنگی باندھنے کا یہی طریقہ ہے۔

﴿ حیاۃ الصحابہ، جلد:۲، ص:۶-۴۷۶، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مقصد دوم فصل سوم ﴾

وَأَخْرَجَهُ ابْنُ سَعْدٍ (۱/ ۴۶۱) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ مُخْتَصَراً وَفِىْ رِوَايَتِهٖ: فَقَالَ: يَا ابْنَ عَمِّ! أَرَاكَ مُتَخَشِّعًا، أَسْبِلْ اِزَارَكَ كَمَا يُسْبِلُ قَوْمُكَ، قَالَ: هٰكَذَا يَأْتَزِرُ صَاحِبُنَا اِلىٰ أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، قَالَ: يَاابْنَ عَمِّ طُفْ بِالْبَيْتِ، قَالَ: اِنَّا لَا نَصْنَعُ شَيْئًا حَتّٰى يَصْنَعَ صَاحِبُنَا وَنَتَّبِعُ أَثْرَهٗ۔

﴿حَيَاةُ الصَّحَابَةِ جلد:۲، ص:۴۷۷﴾

ابنِ سعد کی روایت میں ہے کہ اَبان بن سعید نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے چچازاد بھائی! آپ نے بہت تواضع اور انکساری والی شکل وصورت بنا رکھی ہے، ذرا لنگی ٹخنوں سے نیچے لٹکا لیجئے، جیسا کہ آپ کی قوم کا طریقہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، ہمارے حضرت اِسی طرح آدھی پنڈلی تک لنگی باندھتے ہیں۔ اَبان بن سعید نے کہا: اے میرے چچازاد بھائی! بیت اللہ شریف کا طواف کر لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک ہمارے آقا کوئی کام نہ کر لیں اُس وقت تک ہم وہ کام نہیں کرتے، ہم تو اُن کے نقشِ قدم کی پیروی کیا کرتے ہیں۔(۱)

آبِ زر سے نوٹ کرنے کے قابل جملہ

حضرات صحابۂ کرام کے اتباعِ سنت کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے اس معاملے میں نہ کبھی کسی کی ملامت کی پرواہ کی، نہ کسی تردید وتنقید کو خاطر میں لائے اور نہ ہی انھوں نے کبھی غیروں کے تمسخُر واستہزاء کا کوئی اثر قبول کیا، چنانچہ روایت میں آتا ہے

(۱) عَنْ اِيَاسِ بْنِ أَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ اِزَارُهٗ اِلىٰ نِصْفِ سَاقَيْهِ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهٗ فِىْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: هٰذِهٖ اِزْرَةُ حَبِيْبِىْ يَعْنِىْ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم۔ ﴿مُصَنَّف ابن ابی شیبہ بتحقیق الشّیخ محمدعوّامہ، کتاب اللباس، الرقم: ۲۵۳۳۱﴾

کہ حضرت مَعْقِل بن یَسَار رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے، وہاں پر کچھ عجمی کسان بھی موجود تھے، کھانے کے دوران آپ کے دست مبارک سے ایک نوالہ نیچے گر گیا۔ آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے کہ کھانے کی چیز اگر زمین پر گر جائے تو اس کو چھوڑ نہ دو، یہ کفرانِ نعمت ہے اور شیطان اس سے خوش ہوتا ہے، تم شیطان کو خوش نہ کرو بلکہ اس کو اٹھالو اور صاف کر کے کھالو(۱)۔

سرورِ کائنات ﷺ کی اِس تعلیم کی بنا پر حضرت مَعْقِل بن یَسَار رضی اللہ عنہ نے وہ گرا ہوا نوالہ اٹھالیا اور اس پر لگے کچرے کو صاف کرنے کے بعد اس کو کھالیا۔ یہ دیکھ کر عجمی کسان آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے، آپ کے سامنے یہ کھانا موجود تھا اس کے باوجود آپ نے گرا ہوا لقمہ اُٹھا کر کھالیا، اِس کی وجہ سے یہ دیہاتی کسان لوگ آنکھوں سے باہم اِشارہ کررہے ہیں (کیونکہ یہ لوگ گرے ہوئے لقمہ کو اُٹھا کر کھالینا بہت معیوب سمجھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں، حضرت مَعْقِل بن یَسَار رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق اور لوحِ دل پر نقش کرنے کے قابل ہے) فرمایا: "اِنِّىْ لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰذِهِ الْأَعَاجِمِ" میں اِن عجمیوں کی چہ می گوئیوں کی وجہ سے سرورِ کائنات ﷺ سے سُنی ہوئی بات کو ترک نہیں کرسکتا۔ (یہ اچھا سمجھیں یا برا، میں اپنے آقا کی سنت نہیں چھوڑ سکتا) ہم میں سے جب کسی کا لقمہ گر جاتا تو اُس سے کہا جاتا تھا کہ اُسے اُٹھالے اور اس میں لگے ہوئے کچرے کو صاف کرکے اُسے کھالے

(۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَىْءٍ مِنْ شَأْنِهٖ، حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَاكَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ أَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔ ﴿مسلم کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، رقم الحديث: ۲۰۳۳﴾

اورشیطان کیلئے اس کو نہ چھوڑے۔(۱) ﴿ابن ماجہ:۲۳۷۸،دارمی۲۰۷۲﴾

یہ ہے حقیقی عشقِ رسول ﷺ، کہ مخالف سے مخالف ماحول میں بھی سنتِ رسول ﷺ کا مکمل اہتمام ہواور کسی بھی حال میں تعلیمات نبوی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ اطاعت کا ایک اور نمونہ

جب کوئی شخص کسی چیز کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کا ترک ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے لیکن صحابۂ کرام اطاعت وفرمانبرداری اور امتثالِ حکم کے اتنے خوگر تھے کہ شراب جو اُن کے یہاں چائے کی طرح استعمال کی جاتی تھی جب اس کی حرمت نازل ہوئی تو شراب کے عادی صحابہ شراب سے متنفّر ہوگئے، گھروں میں رکھی ہوئی شرابیں بہادیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مدینہ کی گلیوں میں یہ آواز لگائی کہ ''شراب حرام کردی گئی'' تو جس کے ہاتھ میں شراب کا جو برتن تھا وہ وہیں پھینک دیا، جسکے پاس جو شراب کا سبو یا خم تھا اسکو گھر سے باہر لاکر توڑ دیا(۲)۔ بعض روایات میں ہے کہ اعلانِ حرمت کے وقت جسکے ہاتھ میں جامِ شراب لبوں تک پہونچا ہوا تھا اس نے وہیں سے اس کو پھینک دیا، مدینہ منورہ میں شراب اس روز اس طرح بہہ رہی تھی

(۱)عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَتَغَدَّى اِذْسَقَطَتْ مِنْهُ لُقْمَةٌ فَتَنَاوَلَهَا، فَأَمَاطَ مَاكَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى فَأَكَلَهَا، فَتَغَامَزَ بِهِ الدَّهَاقِيْنُ، فَقِيْلَ:أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمِيْرَ، اِنَّ هٰؤُلَاءِ الدَّهَاقِيْنَ يَتَغَامَزُوْنَ مِنْ أَخْذِكَ اللُّقْمَةَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ هٰذَا الطَّعَامُ، قَالَ اِنِّىْ لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِهٰذِهِ الْأَعَاجِمِ، اِنَّاكُنَّا يُؤْمَرُ أَحَدُنَا اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَتُهٗ أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمِيْطَ مَاكَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى وَيَأْكُلَهَا، وَلَايَدَعَهَا لِلشَّيْطَانِ۔ ﴿رواه ابن ماجة، الرقم:۲۳۷۸، كتابُ الْأَطْعِمَةِ، باب اللُّقْمَةِ اِذَا سَقَطَتْ۔ وَالدَّارمى، الرقم:۲۰۷۲﴾

(۲) أَمَرَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيَهٗ أَنْ يُّنَادِيَ فِىْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ، "أَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ" فَكُسِرَتِ الدِّنَانُ وَأُرِيْقَتِ الْخَمْرُ حَتّٰى جَرَتْ فِىْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ۔ ﴿الجامع لأحكام القرآن للقرطبى، تفسير سورة المائده الآية:۹۱﴾

جیسے بارش کی رَو کا پانی، اور مدینہ کی گلیوں میں عرصۂ دراز تک یہ حالت رہی کہ جب بارش ہوتی تو شراب کے رنگ وبومٹی سے نکھر آتے۔

اعلان حرمت کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں دورِ شراب کے ساقی بنے ہوئے تھے، ابوطلحہؓ، ابوعبیدہؓ، ابی بن کعبؓ، اور سہیلؓ بن بیضاء رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ مجلس میں موجود تھے، منادی کی آواز کان میں پڑتے ہی سب نے کہا کہ اب یہ سب شراب گرادو، اس کے جام وسبو توڑ دو۔

اس سلسلہ کی بعض روایات ملاحظہ فرمائیں: عَنْ أَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِىْ مَنْزِلِ أَبِىْ طَلْحَةَ، وَكَانَ خَمْرُهُم يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ: "أَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ" قَالَ: فَقَالَ لِىْ أَبُوْ طَلْحَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ : اُخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِىْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ۔ الحديث (متفق عليه)

(بخارى، كتاب المظالم، بابُ صبِّ الخمرِ فى الطريق،الرقم:۲٤٦٤۔ مسلم كتاب الاشربه، باب تحريم الخمر، الرقم:۱۹۸۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ابوطلحہؓ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، ان دنوں کھجور ہی کی شراب ہوا کرتی تھی، آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ ''سن لو! شراب حرام کردی گئی'' حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ ندا سن کر حضرت ابوطلحہؓ نے مجھ سے کہا: باہر نکلو اور یہ شراب بہادو، میں نکلا اور اس کو بہادیا، اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُدِيْرُالْكَأْسَ عَلٰى أَبِىْ طَلْحَةَ وَأَبِىْ عُبَيْدَةَبْنِ الْجَرَّاحِ وَأَبِىْ دُجَانَةَ وَمُعَاذِبْنِ جَبَلٍ وَسُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ، حَتّٰى مَالَتْ رُؤُسُهُمْ مِنْ خَلِيْطِ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ، فَسَمِعْتُ

مُنَـادِیًایُّنَادِیْ:أَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، قَالَ فَمَادَخَلَ عَلَیْنَا دَاخِلٌ وَلَا خَرَجَ مِنَّا خَارِجٌ حَتّٰی أَهْرَقْنَا الشَّرَابَ وَکَسَرْنَاالْقِلَالَ الخ

﴿تفسیرابن کثیر، تفسیر سورۃ المائدۃ آیۃ:۹۱، جلد:۲،ص:۱۳۰﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ابوطلحہ، ابوعبیدہ، ابودُجانہ، معاذ بن جبل، اور سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم کوشراب کا جام پلا رہا تھا، ان حضرات کے سرشراب کے نشے سے حرکت کررہے تھے، کہ ایک مُنادی کی آواز کان میں پڑی: ''آگاہ ہوجاؤ، شراب حرام کردی گئی'' یہ اعلان سنتے ہی فوراً اسی مجلس میں ہم نے شراب بہادی اور شراب کے مٹکے توڑڈالے۔

عَنْ أَبِیْ بُرَیْدَۃَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ قُعُوْدٌ عَلٰی شَرَابٍ لَّنَا، وَنَحْنُ نَشْرَبُ الْخَمْرَ حِلًّا، اِذْقُمْتُ حَتّٰی اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَیْهِ، وَقَدْ نَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ، یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِیْ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاۃِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴿۹۱﴾ فَجِئْتُ أَصْحَابِیْ فَقَرَأْتُهَا عَلَیْهِمْ اِلٰی قَوْلِهٖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ قَالَ: وَبَعْضُ الْقَوْمِ شُرْبَتُهٗ فِیْ یَدِهٖ قَدْ شَرِبَ بَعْضًاوَّبَقِیَ بَعْضٌ فِیْ الْاِنَاءِ، فَقَالَ بِالْاِنَاءِ تَحْتَ شَفَتِهِ الْعُلْیَا کَمَا یَفْعَلُ الْحَجَّامُ، ثُمَّ صَبُّوْا مَافِیْ بَاطِیَتِهِمْ، فَقَالُوْا: اِنْتَهَیْنَا رَبَّنَا، اِنْتَهَیْنَا رَبَّنَا۔

(تفسیر طبری، تفسیر سورۃ المائدہ: الایۃ: ۹۱، تفسیر ابن کثیر جلد:۲،ص:۱۳۲)

حضرت ابو بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ہم لوگ ایک مجلس میں بیٹھے شراب نوشی کررہے تھے، شراب اس وقت حلال تھی، میں مجلس سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ

کی خدمت میں پہونچا اور سلام کیا، اس وقت آنحضرت ﷺ پر شراب کی حرمت کی آیت (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۹۰﴾اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِیْ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاۃِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴿۹۱﴾ نازل ہوچکی تھی، میں فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور شراب کی حرمت کی اطلاع دی، اور یہ دونوں آیتیں پڑھ کر میں نے اپنے ساتھیوں کو سنادیں۔

اس وقت شراب کا جام کچھ لوگوں کے ہاتھ میں تھا، کچھ پی چکے تھے، کچھ جام میں بچ رہا تھا جس کو پینے کے لئے جام کو ہونٹوں تک پہونچا چکے تھے، جب ان کو حرمت کا علم ہوا تو وہیں سے اس کو پھینک دیا اور (آیت کا آخری ٹکڑا فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ سن کر) بول اٹھے: اِنْتَهَیْنَا رَبَّنَا، اِنْتَهَیْنَا رَبَّنَا (پروردگار! ہم لوگ باز آگئے، پروردگار! ہم باز آگئے)

ف: یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا ایک کھلا کرشمہ اور صحابۂ کرام کی بے مثال فرمانبرداری اور حیرت انگیز اطاعت کا ایک نمونہ تھا، آدمی جس چیز کا خوگر ہو اس کو یکبارگی چھوڑ دینا، اور جس کے بغیر چند لمحات صبر نہ کرسکے، حکمِ الٰہی وفرمانِ نبوی کی وجہ سے اس سے مستقل صبر کرلینا اور اس کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا انھیں حضرات کا کام تھا۔ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَعَنَّا أَجْمَعِیْنَ)

❀ ❀ ❀

بے مثال تعمیل حکم

جس وقت یہ حکم ہوا کہ ''جس کے پاس شراب ہو وہ فلاں جگہ جمع کر دے'' اس وقت صرف وہ ذخیرے رہ گئے تھے جو مالِ تجارت کی حیثیت سے بازار میں تھے، فرمانبردار صحابہ نے بلا تأمل وہ سب مقررہ جگہ پر جمع کر دیئے، رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے، اور اپنے دستِ مبارک سے شراب کے بہت سے مشکیزوں کو چاک کر دیا، جو باقی رہ گئے وہ باقی صحابہ سے چاک کرادیئے۔

ایک صحابی جو شراب کی تجارت کرتے تھے اور ملکِ شام سے شراب درآمد کرتے تھے، وہ اس زمانہ میں ابھی ساری رقم جمع کر کے شام سے شراب لینے گئے ہوئے تھے، اور جب تجارتی مال (شراب) لے کر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان کو حرمتِ شراب کی خبر ملی تو جاں نثار صحابی نے اپنے اس سارے سرمایہ کو جس سے نفع کی امیدیں وابستہ تھیں، وہیں مدینہ سے باہر ایک پہاڑی پر ڈال دیا، اور خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب میرے پاس جو مال ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپؐ نے فرمانِ خداوندی کے مطابق حکم دے دیا کہ سب مشکیزوں کو چاک کر کے ان کی شراب بہادو، جاں نثار صحابی نے حکم کے مطابق بلا جھجک اپنے ہاتھ سے اپنا باقی ماندہ سارا سرمایہ زمین پر بہادیا۔ ﴿مرآۃ الانوارص:۳/۸۴﴾

یہ صحابۂ کرام کا کمالِ عشق اور کمالِ امتثال ہے، جس کی مثال تاریخِ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔

۞ اللہ رب العزت نے ''درسگاہِ نبوت'' کے لئے جن افراد کا انتخاب کیا تھا وہ ایسے مسلمان تھے جو نبی کریم ﷺ کے فرمان کو دنیا کی تمام چیزوں پر مقدّم رکھتے تھے، جس وقت رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کوئی حکم صادر ہوتا اسی لمحہ سے صحابۂ کرام عمل

شروع کر دیتے، اس میں کسی تردُّد، تذبذب یا کسی کوتاہی اور سستی کو راہ نہ دیتے اور نہ ہی کسی مناسب موقع کا انتظار کرتے، اور عمل بھی اس شان سے کرتے کہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں قرابت، رشتہ داری یا کوئی اور چیز حائل نہ ہوتی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جب کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے والے تین اشخاص کے بارے میں آپؐ نے صحابۂ کرام کو قطعِ کلامی کا حکم دیا تھا، صحابۂ کرامؓ نے آپؐ کے اس حکم کی مکمل طور پر تعمیل کی، کسی نے بھی ان حضرات سے چوری چھپے یا تنہائی میں بھی گفتگو کی نہ خفیہ طور پر ان سے ملاقات کی، ان تینوں حضرات کے رشتہ دار صحابہ میں سے بھی کسی نے بات چیت نہیں کی، ان تینوں کا بیان ہے کہ بائیکاٹ اور قطعِ کلامی کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہاں کی زمین ان کے لئے ناآشنا بن گئی ہے اور مدینہ کے لئے وہ اجنبی بن گئے ہیں، چنانچہ حضرت کعبؓ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَاالثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْالَنَا، حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِىْ نَفْسِىَ الْأَرْضُ، فَمَاهِىَ الَّتِىْ أَعْرِفُ۔

(بخاری کتاب المغازی، رقم الحدیث:۴۴۱۸، مسلم: کتاب التوبۃ، رقم الحدیث:۲۷۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں شرکت سے محروم رہ جانے والے ہم تین آدمیوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا، تو لوگ ہم سے گریزاں رہنے لگے اور ان کا طرزِ عمل بدل گیا، حتیٰ کہ ہمارے لئے (مدینہ منورہ کی) سرزمین اجنبی محسوس ہونے لگی، لگتا تھا کہ یہ وہ سرزمین نہیں ہے، جس کو میں جانتا تھا۔ ﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم﴾

آگے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:۔ حَتّٰى اِذَاطَالَ عَلَىَّ ذَالِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِىْ قَتَادَةَ وَهُوَابْنُ عَمِّىْ وَأَحَبُّ النَّاسِ اِلَىَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَىَّ

السَّلَامَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَایَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ۔

(بخاری: کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالکؓ۔ مسلم: کتاب التوبۃ، باب حدیث توبۃ کعب بن مالک۔ وَحَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ هٰذَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُ فِيْ عَشَرَةِ مَوَاضِعَ مُطَوَّلًا وَمُخْتَصَراً)

(حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ) جب مسلمانوں کی بے رخی بہت بڑھ گئی تو میں چلا اور ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر باغ میں جا گھسا، ابوقتادہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی، میں نے ان کو سلام کیا، خدا کی قسم! انھوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا، میں نے ان سے کہا: ابوقتادہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا، وہ خاموش رہے، سہ بارہ قسم دے کر پوچھا تو بولے: اللہ ورسول کو زیادہ علم ہے۔ آخر میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، میں مڑ کر دیوار پر چڑھا اور باغ سے نکل آیا۔ ﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم﴾

ف: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے، رشتہ داری کا ان کے یہاں بڑا پاس ولحاظ تھا، اہلِ عرب خاندان وقرابت کی بنیاد پر مدتوں جنگ کیا کرتے تھے، لیکن یہ قرابت یہاں کام نہ آئی، اس لئے کہ آقائے مدنی ﷺ نے ان سے بات کرنے سے منع فرما دیا تھا، اور آپؐ کی ذاتِ اقدس پر ساری قرابتیں قربان تھیں۔

اطاعتِ رسولؐ اور اتباعِ سنت کے سلسلے میں حضرات صحابۂ کرامؓ کے یہ چند واقعات بطور نمونہ کے ذکر کر دیئے گئے، ورنہ اسلامی تاریخ ایسی پاکیزہ مثالوں سے لبریز ہے۔

خاتمہ

ان جیسے واقعات سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے معیشت ومعاشرت، سیرت واخلاق، عبادات ومعاملات یہاں تک کہ شکل وصورت، لباس ووضع اور نشست وبرخاست میں سرکار دوعالم ﷺ کی ایسی مکمل پیروی کر کے دکھائی جس میں نہ تو خواہشات کا کوئی دخل تھا اور نہ ہی تاویل وتوجیہ کا، نہ غیروں سے ڈرنے کی فکر تھی نہ کفار ومشرکین کے تمسخر واستہزاء کا کوئی خیال، نہ تجارت وکاروبار میں نقصان وخسارہ کا کوئی اندیشہ تھا اور نہ ہی کسی قرابت ورشتہ داری کا کوئی لحاظ، انھیں زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر حال میں رسولِ اکرم ﷺ کے طور طریق کے سوا کوئی اور طریقہ بھاتا ہی نہ تھا، وہ رنج وخوشی، وسعت وتنگی، اجتماع وتنہائی ہر لمحہ رسولِ اکرم ﷺ کے فرمانِ عالی اور آپؐ کی پیروی واقتداء کو ترجیح دیتے تھے، یہی وہ چیز تھی جس نے ان کو عزت وکرامت اور ترقی وخوشحالی کے بامِ عروج پر پہونچا دیا تھا، اور اسی بناء پر دنیا ہی میں اللہ نے انھیں اپنی رضامندی وخوشنودی کا مژدۂ جانفزا سنا دیا تھا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

تمت

بِحَمْدِاللّٰهِ تَعَالیٰ وَمَنِّهٖ وَفَضْلِهٖ فِیْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْأَوَّلِ، سَنَةَ أَرْبَعٍ وَّثَلٰثِیْنَ وَأَرْبَعِ مِـأَةٍ وَّأَلْفٍ لِـلْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الشَّرِیْفَةِ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ التَّوْفِیْقَ وَالسَّـدَادَ وَالـصَّـوَابَ وَالـرَّشَادَ، إِنَّهٗ أَكْرَمُ مَسْئُوْلٍ، وَأَسْئَلُهٗ تَعَالیٰ أَنْ یَّتَقَبَّلَ مِـنِّـیْ وَأَنْ یَّـغْـفِـرَ زَلَّاتِـیْ فِیْـهِ، فَالْكَمَالُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، وَأَرْجُوالْقَارِئَ مَعْذِرَتِیْ عَمَّـاقَـصَّرْتُ فِیْهِ فَهٰذَا جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَأَرْجُوْهُ دَعْوَةً صَالِحَةً لِیْ وَلِأَسَاتِذَتِیْ وَلِمَشَـائِـخِیْ وَلِـوَالِدَیَّ بِظَهْرِ الْغَیْبِ بِالرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ، وَإِنَّنِیْ أَرْجُوْ بِهٰذَا الْعَمَلِ شَفَاعَةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلیٰ اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًـا أَبَـدًا عَلَـیٰ حَبِیْبِکَ خَیْـرِالْخَلْقِ کُلِّهِـمِ

اَلْعَبْدُ: مُحَمَّدْ مُسْتَقِیْمُ الْقَاسِمِیُّ الْبَلْرَامْفُوْرِیُّ
غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ وَلِوَالِدَیْهِ وَلِمَشَائِخِهٖ وَلِأَسَاتِذَتِهٖ أَجْمَعِیْنَ
اَلْمُـدَرِّسُ: بِالْمَدْرَسَةِ الْإِسْلَامِیَّةِ مِعْـرَاجِ الْعُلُوْمِ بِقَرْیَةِ جِتَهِیْ (خَلِیْلَ اٰبَاد) بِوِلَایَةِ أُتَّرَابْرَادِیْش (اَلْهِنْد)

❁ ❁ ❁

محبّت سے جو خالی ہو وہ دل دل ہو نہیں سکتا
بشر انسان کہلانے کے قابل ہو نہیں سکتا
ہزاروں طاعتیں بیکار سجدے رائیگاں حامدؔ
بلا عشقِ نبیؐ ایمان کامل ہو نہیں سکتا

مآخذومراجع

اس رسالہ کی ترتیب میں بہت سی قدیم وجدید کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، بنیادی طور پر جو کتابیں پیشِ نظر رہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (جامع ومرتب)

(۱) تفسیر روح المعانی — ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادیؒ
(۲) تفسیر ابن کثیر — عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیرؒ
(۳) بیان القرآن — حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۴) تفسیر طبری — امام محمد بن جریر طبریؒ
(۵) صحیح بخاری — امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
(۶) صحیح مسلم — امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ
(۷) جامع ترمذی — امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ
(۸) سنن نسائی — امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ
(۹) سنن أبی داود — امام سلیمان بن اشعث سجستانیؒ
(۱۰) سنن ابن ماجہ — امام محمد بن یزید القزوینیؒ
(۱۱) مشکوۃ المصابیح — ولی الدین محمد بن عبداللہ العمریؒ
(۱۲) ریاض الصالحین — یحیٰ بن شرف الدین نوویؒ
(۱۳) حیاۃ الصحابۃ عربی — علامہ محمد یوسف کاندھلویؒ امیر التبلیغ
(۱۴) السیرۃ النبویۃ — ابومحمد عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری
(۱۵) معارف الحدیث — حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ
(۱۶) مرآۃ الأنوار — حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہریؒ
(۱۷) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
(۱۸) عشقِ رسول ﷺ — حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی
(۱۹) اطاعت رسول ﷺ — شیخ الحدیث مولانا یوسف متالا رحمۃ اللہ علیہ
(۲۰) جمالِ محمدیؐ کی جلوہ گاہیں — ″ ″ ″ ″
(۲۱) فتاوی رحیمیہ — حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ
(۲۲) اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ — عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفیؒ
(۲۳) الرحیق المختوم — حضرت مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ
(۲۴) اتباعِ سنت کی برکتیں — شیخِ طریقت حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ العالی
(۲۵) آدابُ النبی ﷺ — حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم، پاکستان

نقشِ قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

خدا شاہد کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے
رسولِ پاکؐ کی سنّت اگر اپنا چلن ہوتا

پیارے نبی ﷺ کی چند متفرق سنتیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

❖ نبیٔ کریم ﷺ سب سے زیادہ بُردبار اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ سب سے زیادہ انصاف کرنے والے اور سب سے زیادہ معاف کرنے والے تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ پاکدامن تھے، سارا عمر آپ کا مبارک ہاتھ کسی اجنبی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ جب تک آپ اس کے مالک نہ ہوئے ہوں یا اُس سے نکاح نہ کیا ہو یا وہ آپ کی محرم نہ ہو۔

❖ آپ سب سے زیادہ سخی تھے، کبھی کوئی دِرہم و دِینار آپ کے پاس ایک رات نہ گزارتا تھا، تقسیم کرنے کے بعد اگر کچھ بچ جاتا اور (اُس وقت) کوئی محتاج نہ ملتا تو رات آتے ہی تلاش کر کے کسی محتاج کو دے کر بےفکر ہو جاتے تھے۔

❖ نبیٔ کریم ﷺ سب سے زیادہ حیادار تھے، کسی کے چہرے پر (بوجہِ شدّتِ حیا) آپ کی نظرِ مبارک نہ جمتی تھی۔

❖ آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول فرمالیتے تھے، اور ہدیہ کو قبول فرماتے اگرچہ وہ دودھ کا ایک گھونٹ یا خرگوش کی ایک ران ہو۔ اور پھر ہدیہ کا بدلہ دیتے تھے، اور ہدیہ کی چیز کو

تناول فرماتے اور صدقہ کا مال نہ کھاتے تھے۔ معمولی کنیز اور مسکین آدمیوں کی دعوت سے انکار نہ فرماتے تھے۔

❖ آپ ﷺ نے گیہوں کی روٹی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھائی۔ اور آپ کا یہ طرزِ عمل فُقر واحتیاج یا بُخل کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ اپنے اوپر دوسرے فقراء ومساکین کو ترجیح دیتے اور ایثار کرتے تھے۔

❖ نبیٔ کریم ﷺ ولیمہ کی دعوت قبول فرماتے اور مریضوں کی مزاج پُرسی کرتے اور جنازوں میں شریک ہوتے تھے۔

❖ آپ ﷺ نہ کسی مسکین یا اپاہج کو اس کے فقر ومحتاجی کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے اور نہ بادشاہ وامیر سے اُس کی دولت وسلطنت کے سبب مرعوب ہوتے تھے، بلکہ دونوں کو یکساں طریق پر حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔

❖ جب کوئی شخص (آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت) آنحضرت ﷺ سے اپنی کسی ضرورت میں اِمداد طلب کرتا تو آپ فوراً اُس کی حاجت پورا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

❖ اگر کوئی غریب آتا یا بُڑھیا آپ سے بات کرنا چاہتی تو آپ ﷺ سڑک کے ایک کنارے پر سننے کیلئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔

❖ حضور ﷺ سب میں ملے جُلے رہتے تھے (یعنی شان بنا کر نہ رہتے تھے) بلکہ کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیتے تھے (مگر اس میں بھی کوئی خلافِ واقعہ بات زبانِ مبارک سے نہ نکلتی تھی)۔

❖ جب کوئی آپ ﷺ سے ملتا تو پہلے آپ خود سلام کرتے تھے، اور جب آپ کسی صحابی سے ملتے تو خود مصافحہ کی ابتداء فرماتے تھے اور پھر ہاتھ میں ہاتھ اس وقت تک رکھتے جب تک وہ خود علیحدہ نہ ہو جائے۔

❖ جب آپ چلتے تھے تو لوگوں کو آگے سے ہٹایا نہیں جاتا تھا۔

❖ حضورِ اقدس ﷺ چلتے وقت پاؤں اُٹھاتے تو قدم قوّت سے اُٹھتا تھا اور آگے کی جانب ذرا جھک کر چلتے تھے۔ تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر اِس طرح چلتے گویا بلندی سے پستی میں اُتر رہے ہوں۔

❖ جب چلتے تو نگاہ نیچی زمین کی طرف رکھتے، مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے سے آتا تو سب سے پہلے سلام آپ ہی کرتے۔

❖ آپ ﷺ اپنا چہرہ کسی سے نہ پھیرتے جب تک وہ نہ پھیرتا، اور اگر کوئی چپکے سے بات کرنا چاہتا تھا تو آپ کان اُس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہ ہوتا آپؐ نہ ہٹاتے۔

❖ آپ ﷺ جائز کام کو منع نہیں فرماتے تھے، اگر کوئی سوال کرتا اور اُس کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔

❖ برتاؤ میں سختی نہ فرماتے، نرمی کو پسند فرماتے تھے۔

❖ جب آپ ﷺ کسی چیز کو کروٹ کی طرف دیکھتے تو پورا چہرہ پھیر کر دیکھتے، متکبروں کی طرح کنکھیوں سے نہ دیکھتے۔

❖ رسولِ مقبول ﷺ گھر والوں کا بہت خیال رکھتے کہ کسی کو آپؐ سے تکلیف نہ پہونچے۔ اِسی لئے رات کو باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے، آہستہ سے جوتا پہنتے، آہستہ سے کواڑ کھولتے، آہستہ سے باہر چلے جاتے۔ اِسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ آتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

❖ اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے، کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے، اور گھریلو کاموں میں اپنے اہل وعیال کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

❖ آپ ﷺ سب سے زیادہ فصیح وبلیغ تھے۔ مگر کلام زیادہ طویل نہ فرماتے تھے۔

❖ آپ ہنستے تھے مگر قہقہہ نہ لگاتے تھے، بلکہ آپ کا ہنسنا محض تبسم ہوتا تھا۔

❖ رسول اللہ ﷺ کا کوئی وقت بیکاری میں نہ گزرتا تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین اور دین

کے کام میں یا اپنی دنیوی ضرورتوں میں گزرتا تھا۔

❖ آنحضرت ﷺ غصہ سے بہت دور اور بہت جلد راضی ہو جانے والے تھے۔ یعنی غصہ آپ کو جلد نہ آتا تھا اور جب آ گیا تو آپ کو راضی کرنا بھی کچھ دشوار نہ ہوتا تھا۔

❖ کوئی خلافِ شرع بات آپ کی زبانِ مبارک سے نہ نکلتی تھی، خوشی و ناراضی دونوں حالتوں میں حق کے خلاف کوئی کلمہ زبانِ مبارک پر نہ آتا تھا۔

❖ رسولِ کریم ﷺ کو (کسی قسم کے کھانے میں کوئی تکلُّف نہ تھا) جیسا کھانا مِل جاتا تناول فرما لیتے، اور آپ کو سب سے زیادہ وہ کھانا پسند تھا جس پر بہت سے ہاتھ (کھانے والوں کے) جمع ہوں۔

❖ کھانے میں کبھی بھی عیب نہ نکالتے اگر پسند ہوتا تو کھا لیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔

❖ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیا کیساتھ رہتے تھے، گھر والوں سے کسی کھانے کا مطالبہ نہ فرماتے تھے اور کسی خاص چیز کی خواہش کا اظہار نہ فرماتے تھے، اُنہوں نے جو کچھ پیش کر دیا تناول فرما لیا اور جو دے دیا قبول کر لیا، جو پلایا پی لیا۔

❖ رسول اللہ ﷺ کو لباس کے بارے میں بھی کوئی اہتمام و تکلُّف نہ تھا۔ جو کپڑا، تہبند یا چادر یا کُرتا یا جُبّہ وغیرہ مل گیا اُسی کو زیبِ تَن فرما لیا۔ آپکا اکثر لباس سفید رَنگ کا ہوتا تھا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی (یعنی سفید) لباس اپنے زندہ آدمیوں کو پہناؤ اور اُسی میں مُردوں کو کفن دو۔

❖ اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) مُعیَّن نہ فرماتے کہ (ہمیشہ) اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اُس کو اُٹھا دیں۔ دوسروں کو بھی اِس طرح جگہ مُعیَّن کرنے سے منع فرماتے تھے۔

❖ جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے۔

❖ آنحضرت ﷺ جب کسی مجلس سے اُٹھتے یا اُس میں بیٹھتے تو ابتداء اللہ کے نام کے ساتھ کرتے تھے۔ یعنی آپ کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا تھا۔

❖ آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے (۱) ایک حصہ اللہ کی عبادت کیلئے (۲) اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کیلئے (جیسے اُن سے ہنسنا، بولنا وغیرہ)۔ (۳) اور ایک حصہ اپنے بدن کی راحت کیلئے۔

مومن جو فِدا نقشِ کفِ پائے نبیؐ ہو ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنّتِ نبویؐ کی کرے پیروی اُمّت طوفاں سے نکل جائیگا پھر اُسکا سفینہ

ماخوذ از:
شیم الحبیب مشمولہ نشر الطیب (مؤلفہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہٗ العزیز)
وآداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ مفتی اعظم پاکستان)
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں (مؤلفہ: حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ خلیفہ حضرت ہردوئیؒ)

اپنی زندگی کو شریعت وسنّت کے مطابق گزارنے کے جذبہ سے سنتوں کی تفصیلی معلومات کیلئے عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی قدس سرّہ کی مایہ ناز تصنیف ''اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ہمارے شیخ ومرشد داعیٔ سنّت حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی مقبولِ عام کتاب ''زادِ مومن'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حق تعالیٰ ہم سب کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق اور آپ کی سنت اور آپ کے اخلاق وعادات کی اتباع نصیب فرمائے۔ ﴿آمین﴾

مرحبا صلِّ علیٰ ہستم ثنا خوانِ رسولؐ
صد سلامِ من بجسمِ پاک و بر جانِ رسولؐ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

بندہ محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری عفا اللہ عنہٗ

۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
وَلٰكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

اکابر اہل اللہ اور مشہور شعراء کرام کی
نادر ونایاب نعت وسلام کا حسین گلدستہ

ہدیۂ نعت وسلام
بحضور
سیّد الأنام علیہ الصلوٰۃ والسلام

نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ بھی اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خاںؒ)

منتخب قصیدۂ بہاریہ

از: حجۃ الاسلام حضرتِ اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہٗ

بانی دارالعلوم دیوبند

کرے ہے ذرۂ کوئے محمدی سے تجل — فلک کے شمس وقمر کو زمینِ لیل ونہار

فلک پہ عیسیٰؑ وادریسؑ ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمدؐ مختار

فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانیِ احمدؐ — زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار

ثنا کر اُس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ — کہاں کا سبزہ، کہاں کا چمن، کہاں کی بہار

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار

جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زِنہار

کہاں وہ رُتبہ کہاں عقلِ نارسا اپنی — کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

چراغِ عقل ہے گُل اُس کے نور کے آگے — زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گُفتار

جہاں کہ جلتے ہوں پر عقلِ کُل کے بھی پھر کیا — لگی ہے جان جو پہونچیں وہاں مرے اَفکار

مگر کرے مری روحُ القدس مددگاری — تو اسکی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے — تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار

تو فخرِ کون ومکاں زبدۂ زمین و زماں — امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گُل ہیں اور نبی — تو نورِ شمس، گر اور انبیاء ہیں شمسِ نہار

حیاتِ جان ہے تو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں — تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدأ الآثار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

پہونچ سکا ترے رُتبہ تلک نہ کوئی نبیؑ — ہوئے ہیں معجزہ والے بھی اِس جگہ ناچار

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوّت کے — کریں ہیں اُمتی ہونے کا یا نبیؐ اقرار

لگاتا ہاتھ نہ پُتلے کو بوالبشر کے خدا — اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

خدا کے طالبِ دیدار حضرتِ موسیٰؑ — تمہارا لیجے خدا آپ طالبِ دیدار

کہاں بلندیٔ طور اور کہاں تری معراج — کہیں ہوئے ہیں زمین آسمان بھی ہموار

جمال کو ترے کب پہونچے حسن یوسفؑ کا — وہ دِلربائے زلیخا تو شاہدِ ستّار

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریّت — نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستّار

نہ بن پڑا وہ جمال آپ کا سا اِک شب بھی — قمر نے گو کہ کروڑوں کیئے چڑھاؤ اُتار

بُرا ہوں، بد ہوں گنہگار ہوں پہ تیرا ہوں — تِرا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں نا ہنجار

لگے ہے تیرے سگ کو، کو میرے نام سے عیب — پر ترے نام کا لگنا مجھے ہے عز و وقار

تو بہترینِ خلائق، میں بدترینِ جہاں — تو سرورِ دو جہاں، میں کمینہ خدمت گار

دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی — کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے گا تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا ترے سِوا غمخوار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ ومار

جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے — کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

اُڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پسِ مرگ — کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رُتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسمؔ کا — کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

غرض نہیں مجھے اِس سے بھی کچھ رہی لیکن — خدا کی اور تری اُلفت سے میرا سینہ فگار

لگے وہ تیرِ غمِ عشق کا مرے دل میں — ہزار پارہ ہو دل، خونِ دل میں ہوں سرشار

رہے نہ منصبِ شیخ المشائخی کی طلب — نہ جی کو بھائے یہ دنیا کا کچھ بناؤ سنگار

ہوا اِشارہ میں دو ٹکڑے جوں قمر کا جگر — کوئی اِشارہ ہمارے بھی دل کے ہو جا پار

اَدب کی جا ہے یہ، چپ ہو تو اور زباں کر بند — وہ جانے، چھوڑ اُسی پر، نہ کر تو کچھ اِصرار

بس اب درود پڑھ اُس پر اور اُسکی آل پہ تو — جو خوش ہو تجھ سے وہ اور اسکی عترتِ اَطہار

الٰہی اُس پہ اور اُس کی تمام آل پہ بھیج
وہ رحمتیں کہ عدد کر سکے نہ اُن کو شمار

محترم بعد از خدا تم ہو

(از: حضرتِ اقدس مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ

(سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

خلیفۂ اجل حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مجھے کیا علم، کیا تم ہو خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں، محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو، کسی کا مدّعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مُدّعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا ہی جانتا ہے بس، کوئی کیا جانے کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے، ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ لَولَاکَ لَمَا تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

یہ ربطِ باہمی امّت کو وجہِ صد تفاخُر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو

نہیں شرمندۂ اظہار اوصافِ گرامی قدر
بتاؤں کیا کہ کیا تم ہو، سناؤں کیا کہ کیا تم ہو

فصاحت کو تحیُّر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے، بہت بالا جنابِ مصطفیٰؐ تم ہو

گروہِ رازدانِ نظمِ فطرت پر نہیں مخفی
یہ سب ہنگامۂ دنیا خبر ہے، مبتدا تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اُس سے سوا تم ہو

گنہگارانِ امت کا سہارا ذاتِ والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافعِ روزِ جزا تم ہو

تمہارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اِک ادنیٰ غلامِ بارگاہِ مصطفیٰؐ تم ہو

دُکھے دِلوں کا پیام لے لو

(از: حکیم الاسلام حضرتِ اقدس مولانا قاری محمد طیب نوراللہ مرقدہٗ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

نبیِ اکرم شفیعِ اعظم دُکھے دِلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا، نظر سے رُوپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخُدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے، نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکلِ رہبر چھپے رہیں رَہزن، اُٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوفِ رَہزن، زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضہ وفا کا ہم سے، کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دُنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیرالانامؐ لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دَامن میں آج آقاؐ، تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ، مزارِ اقدس پہ جا کے اِک دن
سناؤں اُن کو میں حالِ دل کا، کہوں میں اُن سے سلام لے لو

ایمان کی لذّت تجھے اللہ چکھائے

(از: حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھی نور اللہ مرقدہٗ)

دربارِ نبیؐ پھر تجھے اللہ دکھائے
پھر ہند سے طیبہ کی طرف جلد بلائے

لبیک کی کانوں میں صدا پھر ترے آئے
ساقی تجھے پھر جام محبت کے پلائے

اللہ تجھے شرک سے بدعت سے بچائے
تا عمر تجھے سنّتِ نبویؐ پہ چلائے

ایمان کی لذّت تجھے اللہ چکھائے
دیوانہ تجھے عشقِ محمدؐ کا بنائے

ہے میری دعا اب ترا مقصود بر آئے
زمزم سے تری پیاس کو اللہ بجھائے

پھر گنبدِ خضریٰ کا ہو دیدار میسّر
کعبہ تجھے پھر اپنے کلیجے سے لگائے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

عشقِ نبوی ﷺ

(از: حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

عشقِ نبویؐ دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہدیٰ ہے

پڑھتا ہے درود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مصوّر بھی فدا ہے

وہ نورِ نبی مقتبَس از نورِ خدا ہے
بندہ کو شرف، نسبتِ مولیٰ سے ملا ہے

احمد سے پتہ ذاتِ احد کا جو ملا ہے
مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

بندہ کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیروِ احمدؐ ہے وہ محبوب خدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم
تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنم تری تخلیق سے قائم
یہ فرقِ بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمانِ دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بِنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سوا ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مدینہ کا بلاوا جلد اگر ہوتا تو بہتر تھا

(از: حضرت مولانا افتخار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ
سابق مهتمم جامعه مسعوديه نورالعلوم بهرائچ

مدینہ میں بلا لیتے شہِ بطحا تو بہتر تھا
جو ہوجاتا نثارِ گنبد خضریٰ تو بہتر تھا

پہونچ کر روضۂ اقدس بصد آدابِ شاہانہ
تمنا اپنے دل کی میں بتا دیتا تو بہتر تھا

پہونچتے ہیں نصیبہ ور فقط درگاہِ عالی میں
مقدر اپنا بھی ایسا اگر ہوتا تو بہتر تھا

بہت مدّت سے ہوں یونہی گرفتارِ سیہ بختی
مدینہ کا بلاوا جلد اگر ہوتا تو بہتر تھا

مبارک ہیں جو اُڑ کر جا پہونچتے ہیں مدینے میں
یونہی مجھ کو بھی پہونچاتا خداوندا تو بہتر تھا

میں توفیقِ حضوری مانگتا ہوں آپ سے یارب
اِجابت کی جو خوشخبری سنا دیتا تو بہتر تھا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نہ ہو گر رہبرِ کامل سفر کامل نہیں ہوتا

(از: عارِف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی نور اللہ مرقدہٗ

نبیؐ کی سنتوں پر جو کوئی عامِل نہیں ہوتا
وہ کچھ بھی کر رہا ہو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

کرشمے کچھ دِکھائے یا ولی اُس کو کہے کوئی
گروہِ اولیاء میں وہ کبھی شامل نہیں ہوتا

سفر ناقص ہی رہتا ہے کبھی منزل نہیں ملتی
نہ ہو گر رہبرِ کامل سفر کامل نہیں ہوتا

عمل پیہم ہو پھر اللہ کی مرضی بھی حاصل ہو
تو ایسے کام میں کوئی کبھی حائل نہیں ہوتا

جو فکرِ آخرت میں رات دن بے چین رہتا ہے
خدا کی یاد سے اِک آن بھی غافل نہیں ہوتا

جِسے عشقِ پیمبرؐ ہے جِسے پاسِ شریعت ہے
وہ احکامِ شریعت سے کبھی جاہل نہیں ہوتا

خدا کے در پہ سائل بن کے جانا جسکو آتا ہے
کسی کے در پہ جا کر وہ کبھی سائل نہیں ہوتا

وہ گمراہی میں رہتا ہے ہدایت مِل نہیں سکتی
طریقِ حق کی جانب جسکا دل مائل نہیں ہوتا

نہیں ہوتا ہے جسمیں خدمتِ مخلوق کا جذبہ
کسی کی بھی نظر میں وہ کسی قابل نہیں ہوتا

بہت تحقیق کی ثاقبؔ ترا بس جرم یہ نکلا
خلافِ شرع باتوں کا کبھی قائل نہیں ہوتا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

✍ : ماہر القادری

سلام اُس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اُس پر کہ اَسرارِ محبت جس نے سمجھائے ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اُس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی ‏ ‏ سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں ‏ ‏ سلام اُس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں
سلام اُس پر وطن کے لوگ جسکو تنگ کرتے تھے ‏ ‏ سلام اُس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اُس پر کہ جسکے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا ‏ ‏ سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دُکھ اُٹھاتا تھا ‏ ‏ سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اُس پر جو امت کیلئے راتوں کو روتا تھا ‏ ‏ سلام اُس پر جو فرشِ خاک پر جاڑوں میں سوتا تھا
سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت تھی ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیّت تھی
سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی ‏ ‏ سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں ‏ ‏ سلام اُس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا
سلام اُس پر فضا جس نے زمانہ کی بدل ڈالی ‏ ‏ سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اُس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں

✍ : مولانا اِمام علی دانشؔ

جو لوگ محمدؐ کے وفادار نہیں ہیں
اللہ کی رحمت کے بھی حقدار نہیں ہیں

حاصل ہے جنہیں عشقِ محمدؐ کا خزانہ
کونَین کی دولت کے طلبگار نہیں ہیں

جن کو ہے محمدؐ کے طریقوں سے عداوت
وہ اُن کی غلامی کے سزاوار نہیں ہیں

جو دین ہمیں دے گئے سلطانِ مدینہؐ
ہم اُس کے بدل دینے کو تیار نہیں ہیں

پیمانِ وفا اُن سے نبھائیں گے ہمیشہ
مجرم ہیں خطا کار ہیں غدّار نہیں ہیں

سوئی ہوئی قوموں کو جو آئے تھے جگانے
افسوس ہے افسوس وہ بیدار نہیں ہیں

کس مُنھ سے محمدؐ کے وہ بنتے ہیں فِدائی
اَغیار کی رسموں سے جو بیزار نہیں ہیں

سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی دین وہ دانشؔ
اَصحابؓ نبیؐ کے جو وفادار نہیں ہیں

تمنا ہے کہ گلزارِ مدینہ اب وطن ہوتا

(از: عارِف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی نوراللہ مرقدہٗ

تمنا ہے کہ گلزارِ مدینہ اب وطن ہوتا   وہاں کے گلشنوں میں کوئی اپنا بھی چمن ہوتا
بسراب زندگی اپنی دیارِ قدس میں ہوتی   وہیں جیتا وہیں مرتا وہیں گور وکفن ہوتا
میسر بال و پر ہوتے تو میں اُڑ کر پہنچ جاتا   زہے قسمت کہ اپنا آشیاں انکا چمن ہوتا
نمازوں میں انہیں کے در پہ میں کرتا جبیں سائی   تلاوت کا ترنم اور جنت کا چمن ہوتا
مقدر سے رسائی انکے در تک کاش ہو جاتی   متاعِ جاں نثارِ روضۂ شاہِ زمن ہوتا
سبھی کچھ ہے مگر جب وہ نہیں کچھ بھی نہیں حاصل   جہاں میں ہوں وہیں اے کاش وہ جلوہ فگن ہوتا
خدا شاہد کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے   رسولِ پاک ﷺ کی سنت اگر اپنا چلن ہوتا
تمنا ہے کہ کٹتی عمر اُن کے آستانے پر   عنایت جلوہ گر ہوتی کرم سایہ فگن ہوتا
خوشا قسمت کہ ہوتا کوچۂ محبوب میں مسکن   انہیں کی راہ میں قربان اپنا جان و تن ہوتا

یہی ہے آرزو ثاقبؔ یہی اپنی تمنا ہے
کہ پیوندِ بقیع پاک اپنا بھی بدن ہوتا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

✍ : مولانا اِمام علی دانشؔ

فخرِ انسانیت انبیاء کے امام   آسمانِ ہدایت کے ماہِ تمام
دونوں عالم کے سرتاج خیرالانام   احمد مصطفیٰ ﷺ مجتبیٰ لا کلام
نامِ نامی لبوں پر بصد احترام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

خوابِ غفلت میں انساں تھا سویا ہوا   سارے عالم پہ چھائی تھی کالی گھٹا
یک بیک سوئے بطحا جو چمکی کِرن   رات رُخصت ہوئی اور سویرا ہوا
نور سے جگمگانے لگے صبح و شام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

کِبر و نخوت کے بُت ٹوٹ کے گر پڑے   ظلم و طُغیاں کے آتش کدے بجھ گئے
عدل و انصاف کی روشنی چھا گئی   امن اور آشتی کے دیئے جل گئے
آگیا مصطفیٰ ﷺ کا خدائی نظام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

گلشنِ دہر میں آئی تازہ بہار   کِھل گئے پھول کلیوں پہ آیا نکھار
ذرّہ ذرّہ مہکنے لگا مُشک بار   ڈالی ڈالی نے پہنا ہے غنچوں کا ہار
مفت ملتے ہیں تسنیم و کوثر کے جام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

حق پرستوں کا ہر حال میں ساتھ دو ظلم کے راستہ پر نہ ہرگز چلو
رحم اُس پر خدا کو بھی آتا نہیں جو ستاتا ہے مظلوم مخلوق کو
ہے یہی میرے پیارے نبیؐ کا پیام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

مِٹ گئی قیصرِ رُوم کی سلطنت پارہ پارہ ہوا تاجِ کِسرائیت
گِر پڑیں ڈر کے شیطان کی مورتیں جس طرف بھی گئے وہ فرشتہ صفت
اللہ اللہ غلاموں کا اُن کے مقام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

جسم سے روح جب ہورہی ہو جدا ایسی حالت میں کر، یہ کرم اے خدا
دل میں تصویر ہو روضۂ پاک کی لب پہ جاری رہے کلمۂ طیّبہ
میرے بگڑے ہوئے سارے بن جائیں کام
اُن پہ لاکھوں درود اُن پہ لاکھوں سلام

شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم

✍ : مولانا محمد ذکی کیفی مرحوم

یقیں دِل کو خیالِ روضۂ اطہر سے ملتا ہے
ہمیں اپنا شعورِ ذات اُن کے در سے ملتا ہے
ندامت میں بھی لذت گھول دی اِسمِ گرامی نے
نشاطِ دل خیالِ شافعِ محشر سے ملتا ہے

جب اُن کا نام آئے مرحبا صلِ علیٰ کہیئے

✍ : ماہرالقادری

رسولِ مجتبیٰؐ کہیئے محمد مصطفیٰؐ کہیئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیئے
شریعت کا ہے یہ اِصرار ختم الانبیاء کہیئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیئے
جبین و رُخ محمدؐ کے تجلّی ہی تجلّی ہیں
کسے شمس الضحیٰ کہیئے کسے بدرُالدُّجیٰ کہیئے
جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صلِّ علیٰ کہیئے
غبارِ راہِ طیبہ سُرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیئے
صداقت پر بِنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی
اِسی تعبیر کو انسانیت کا اِرتقاء کہیئے
مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیئے
محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے جلوۂ حق کا
اِسی کو ابتداء کہیئے اِسی کو انتہاء کہیئے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ چشمۂ آبِ بقا کہیئے

لقب اُمّی ہے لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں

(از: عارِف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی نور اللہ مرقدہٗ

کسی مجلس میں جب نعتِ شہِ عالم ؐسناتے ہیں فضائیں رشک کرتی ہیں فرشتے جھوم جاتے ہیں

شبِ معراج میں ختمِ رُسل ؐ کا مرتبہ دیکھو جہاں کوئی نہیں پہونچا وہاں تک آپ ؐجاتے ہیں

کوئی اعجاز تو دیکھے میرے قرآنِ ناطق کا لقب اُمّی ہے لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں

اترتے ہیں فرشتے آسماں سے پاسبانی کو چرانے بکریاں صحرا میں جب سرکار جاتے ہیں

پلٹ آتا ہے سورج ڈوب کر حکم رسالت سے اشارے سے اسے جب سرورِ عالم ؐبلاتے ہیں

یہ ہے شانِ نبوت چاند ہو جاتا ہے دو ٹکڑے شہِ کون و مکاں جب ہاتھ کی انگلی اٹھاتے ہیں

اُبل پڑتا ہے چشمہ بن کے برتن میں جو تھا پانی شہ دیں ؐانگلیاں جب ہاتھ کی اسمیں لگاتے ہیں

لگا لیتے ہیں ہم سرمہ سمجھ کر آنکھ میں اپنی مدینہ پاک کی جس وقت بھی ہم خاک پاتے ہیں

میرا دشمن بھی منہ کو پھیر کر آنسو بہاتا ہے مرے ہمدم مری جب داستاں اُسکو سناتے ہیں

لرز جاتا ہے گل چیں باغباں بھی سہم جاتا ہے چمن اجڑا ہوا اپنا اسے جب ہم دکھاتے ہیں

مدینہ کی جدائی اب بہت ہی شاق ہے ثاقبؔ
نہ جانے کب تلک مولیٰ مجھے طیبہ بلاتے ہیں

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سلام اے رحمۃ للعالمین محبوبِ سبحانی ﷺ

(از: حضرت مولانا **بلالیؔ** صاحب علی آبادی

سلام اُس پر ہے جس کا بوریا تختِ سلیمانی غلاموں کے سروں پر جس نے رکھا تاجِ سلطانی

سلام اُس پر کہ جس کا حکم فرمانِ الٰہی ہے سلام اُس پر فقیری جسکی رشکِ بادشاہی ہے

سلام اُس پر دیا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا سبق جس نے سلام اُس پر سنایا ہے پیامِ ذاتِ حق جس نے

سلام اُس پر خدائے ربِّ اکبر کا جو پیارا ہے سلام اُس پر جو عبداللہ کی آنکھوں کا تارا ہے

سلام اُس پر اندھیرے میں اُجالا کر دیا جس نے سلام اُس پر دِلوں کو نورِ حق سے بھر دیا جس نے

سلام اُس پر جہاں بھر میں خدا کا جو دُلارا تھا سلام اُس پر جو نبیوں میں انوکھا تھا نرالا تھا

سلام اُس پر لقب جسکا جہاں میں کملی والا ہے کہ جس کی ضَو سے دنیا میں اُجالا ہی اُجالا ہے

سلام اُس پر جو آیا مہبَطِ روح الأمیں ہو کر سلام اُس پر جو آیا رحمۃ للعالمیں ؐ ہو کر

سلام اُس پر جو ہمدم تھا غریبوں بے نواؤں کا سلام اُس پر جو حامی تھا فقیروں کا گداؤں کا

سلام اُس پر کہ جس نے مال و زر خیرات میں بانٹے بچھائے جا رہے تھے آہ جسکی راہ میں کانٹے

سلام اُس پر یتیموں کی جو ہمدردی میں رہتا تھا سلام اُس پر جو غیروں کیلئے تکلیف سہتا تھا

سلام اُس پر غریبوں میں جو رہ کر تاج والا تھا چلن جس کا فقیرانہ تھا لیکن راج والا تھا

سلام اُس پر کہ رحمت جسکی ہے سارے جہانوں پر سلام اُس پر زمینوں سے جو پہنچا آسمانوں پر

سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی ظلمت مٹائی ہے سلام اُس پر کہ جس نے دین کی دولت لٹائی ہے

سلام اُس پر جو ہے پیغامبر ساری خدائی کا سلام اُس پر کہ جس کا فرش ہوتا تھا چٹائی کا

بلالیؔ رنگ میدارم کہ عشقِ مصطفیٰ ؐ دارم بدِل حُبِّ محمد ؐ چو بلالِ پارسا دارم

سلامِ شوق می خوانم بہ جذباتِ فراوانی
سلام اے رحمۃ للعالمیں ؐ محبوبِ سبحانی

حُلیۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

از: قاری عبدالسلام مُضطرؔ ہنسوری

حبیبِؐ خالقِ اکبر درود اُن پر سلام اُن پر
مِری جانب سے تامحشر درود اُن پر سلام اُن پر

قدِ مبارک

نہ پستہ قد نہ لانبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے ۔۔۔ میانہ قد سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے
مگر مجمع میں ہوتے تھے کبھی جب حضرتِ والا ۔۔۔ نمایاں اور اونچا ہوتا تھا سروِ قدِ بالا
وہ قامت، نخلِ طوبیٰ بھی پئے تعظیم جھک جائے ۔۔۔ وہ صنعت جس پہ خود نقّاشِ فطرت ناز فرمائے
وہ بُستانِ لطافت کا نہالِ آسماں پایہ ۔۔۔ وہ قدرت کے خزانے کا دُرِ یکتا گراں مایہ
تعلّی کا صنوبر کے گلے میں نغمہ پھنس جائے ۔۔۔ اگر دیکھے، زمیں میں شرم سے شمشاد دھنس جائے

ہیئتِ مبارک

وَجاہت، رُعب، شوکت بھی جمالِ دلبرانہ بھی ۔۔۔ جلالِ حُسن وشانِ عظمتِ پیغمبرانہ بھی
اچانک دیکھ لیتا جب کوئی مرعوب ہوجاتا ۔۔۔ مگر اللہ کا محبوبؐ پھر محبوب ہوجاتا

رَنگِ مبارک

نہ صورت سانولی تھی اور نہ چونے کی سی رَنگت تھی ۔۔۔ سفید اور سرخ گورا رنگ تھا جس میں ملاحت تھی
چمک وہ جیسے ہو سیمِ مصفیٰ کا کوئی پیکر ۔۔۔ وہ اِک نورِ مجسّم بدرِ کامل سے بھی روشن تر

سرِ مبارک

سرِ اقدس جو نورِ عقلِ کامل سے منوّر تھا ۔۔۔ کلاں بِالاِعتِدال آقائے عالی جاہ کا سر تھا

گیسوئے مبارک

سِیَہ گُنجان گیسو جس پہ صدقے ہوں دِل و دیدہ ۔۔۔ ذرا مائل بہ خَم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ
درازی میں پہونچ جاتے تھے نیچے کان کی لَو سے ۔۔۔ درخشاں مانگ، روشن کہکشاں ہے جسکے پَرتَو سے

جبینِ مبارک

کشادہ اور نورانی مبارک پاک پیشانی ۔۔۔ کہ جس سے عاریت شمس وقمر نے لی ہے تابانی

ابروئے مبارک

گھنے، باریک اور خمدار تھے مثلِ کماں ابرو ۔۔۔ ذرا کچھ فصل سے دونوں ہلالِ ضَوفشاں ابرو
رگِ پاک ایک دونوں ابروں کے درمیاں میں تھی ۔۔۔ جو غصّے میں اُبھر آتی تھی تیر اِک دو کماں میں تھی

چشمانِ ومژگانِ مبارک

بہت کالی تھی پُتلی اور بڑی آنکھیں حسیں آنکھیں ۔۔۔ کہ بے سُرمہ بھی رہتی تھیں ہمیشہ سُرمگیں آنکھیں
سفیدی میں وہ ڈورے سُرخ جن پر ہوں فدا جائیں ۔۔۔ گھنیری، لمبی لمبی اور کالی کالی مژگانیں

بینئ مبارک

وہ بینئ مبارک جس پہ نور اِک جگمگاتا تھا ۔۔۔ کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

روئے مبارک

وہ گول اور طُول کو تھوڑا سا مائل چہرۂ انور ۔۔۔ مہِ کامِل بھی اُسکے روبرو شرمندہ وکمتر

رُخسارِ مبارک

تھے رُخسارِ مبارک آپ کے ہموار اور ہلکے ۔۔۔ وہ گویا تھے کھُلے اوراق قرآن مکمل کے

لبہائے مبارک

صفت کوئی بیاں کیا کر سکے لبہائے اطہر کی ۔۔۔ وہ پتلے، نرم ونازک پنکھڑی جیسے گُلِ تَر کی

دہن ودندانِ مبارک

فراخی تھی دہن میں اور دُرِ دنداں کُشادہ تھے ۔۔۔ جِلاءِ حُسن میں جو موتیوں سے بھی زیادہ تھے

رِیشِ مبارک

گھنی ریشِ مبارک تھی جو بھر دیتی تھی سینے کو ۔۔۔ نظارے کو مسیحؑ وخضرؑ نے مانگا تھا جینے کو

گـــــردنِ مبـــــارک

وہ مِینا سی نہایت ہی حسیں، شفّاف تھی گردن بُتِ سیمیں کی جیسے ہو تراشی یا ڈھلی گردن

شـــانـــه وسیـنـــه مبارک

تھے چوڑے دونوں شانے، فصل کچھ اُن میں زیادہ تھا ذرا اُبھرا ہوا تھا سینۂ پاک اور کشادہ تھا

مُهـــــرِ نبـــوّت

میانِ ہر دوشانہ پُشت پر مُہرِ نبوّت تھی کبوتر کے تھی انڈے کے بقدر اور سُرخ رنگت تھی

سیـنــه اور شکمِ مبارک

شکم اور سینہ ہموار اِک نمائش تھی جمالوں کی تھی سینے سے لکیر اک ناف تک باریک بالوں کی
تھے کچھ بال اوپری حصہ میں بازو اور سینہ کے بقیّہ کُل بدن بے بال تھے مثل آبگینہ کے

دست وپا اور انگشتِ مبارک

کلاں تھیں ہڈیاں مضبوط اور پُر گوشت تھے اعضا تھے لمبے ہاتھ، لمبی انگلیاں مُتناسِب وزیبا
کفِ دست اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے گُداز اور نرم، دیبا اور ریشم سے بھی زیادہ تھے
قدم آئینہ سا جس پر نہ قطرہ آب کا ٹھہرے تھیں کم گوشت اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے

رفتـــــارِ مبـــــارک

متانت چال میں تھی پاؤں رکھتے تھے بڑھا کر کے تواضع سے نظر نیچی کئے سر کو جھکا کر کے
تھی سُرعت چال میں ہمراہ چل سکتا نہ تھا کوئی خرامِ نازکی کھینچے بھلا تصویر کیا کوئی

يَـــا رَبِّ صَـــلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـــا أَبَـدًا
عَـلٰـى حَبِيْبِكَ خَيْـرِ الْـخَـلْـقِ كُـلِّهِمِ

مِنْ أَحْسَنِ الْقَصَائِدِ

سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَأَحْسَـنَ مِـنْكَ لَـمْ تَـرَ قَطُّ عَيْـنِـيْ
وَأَجْـمَـلَ مِـنْكَ لَـمْ تَـلِـدِ الـنِّسَـاءُ
خُـلِـقْـتَ مُبَـرَّءً مِـنْ كُـلِّ عَيْـبٍ
كَـأَنَّكَ قَـدْ خُـلِـقْـتَ كَـمَـا تَشَـاءُ

منظوم ترجمہ:
نہیں دیکھا مِری آنکھوں نے تجھ جیسا حسین کوئی
نہیں ماں جَن سکی دُنیا میں تجھ سا مہ جبیں کوئی
مُبرّا تجھ کو عیبوں سے جہاں میں سب کیا پیدا
بنایا تجھ کو ویسا ہی کہ چاہا تو نے خود جیسا

خدا کے بعد سبھی کچھ کہو خدا نہ کہو

✍: علامہ انور صابرؔی دیوبندی

کہا ہے کس نے کہ سردارِ انبیاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ سرتاجِ اولیاء نہ کہو
کہا ہے کس نے کہ روئے رسولِؐ اطہر کو
رُخِ جمالِ الٰہی کا آئینہ نہ کہو
یہی ہے فلسفۂ اِنَّـمَـا أَنَـا بَشَـرٌ
خدا کے بعد سبھی کچھ کہو خدا نہ کہو

فریادِ اُمت بحضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از: محمد ذکی کیفیؔ مرحوم، صاحبزادہ مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ)

اے شفیع المذنبیں اے باعثِ کون ومکاں — اے سراجِ بزمِ وحدت اے پناہِ بے کساں
اے مُبشِّر اے مُزمِّل صادِقُ الوَعْد واَمیں — سید اولادِ آدم رحمۃ للعالمیں
اے اِمامُ الانبیاء خیرالبشر فخرِ اَنام — آفتابِ علم وحکمت، دین کے ماہِ تمام
بے کس وبے بس کے وارث نامُرادوں کی مُراد — دوست، دشمن کو ترِے وعدہ پہ یکساں اعتماد
اے کہ تیری ذات سے قائم نظامِ زندگی — بادشاہی میں فقیری اور شانِ بندگی

پاَدشاہا یک نظر بر مسلمِ ہندی فگن
کز زمیں تا آسماں بینی نفیرِ مرد و زن

تنگ ہوتی جارہی ہے اب مسلماں پر زمیں — ظلم کے پنجوں میں ہیں یہ امنِ عالَم کے امیں
تیری اُمت اور ایسی خستہ حال وخستہ تَن — جن کی لاشیں ڈھونڈتی پھرتی ہوں دوگز کا کفن
تیری اُمت اور ہو یوں بے کس ومجبور وزار — دیوِ اِستبُداد کے پنجہ میں ہو اور ذوالفقار
جن کے قدموں کیلئے تھے قیصرِ وکسریٰ کے تاج — ٹھوکریں کھاتے ہوئے فاقہ زدہ پھرتے ہوں آج
جو جہاں میں عام کرنے آئے تھے لطف وکرم — وائے حیرت وہ بنیں یوں تختۂ مشقِ ستم
جس نے بخشے عورتوں کو عصمت وعفّت کے ہار — سامنے اُنکے ہو ماں بہنوں کی عصمت تارتار
جو مُساواتِ بنی آدم کا لائے تھے پیام — وائے نکبت بن رہے ہیں وہ غلاموں کے غلام
زیرِ دَستوں کو دِلانے آئے تھے جو تخت وتاج — ہوں وہی مجبور وبے کس اور پابندِ خراج
یہ غریبوں کے سہارے بیکسوں کے دادرَس — ڈھونڈتے ہیں پر نہیں پاتے کوئی فریادرس
ہم سراپا جرم وعصیاں بدعمل بدکار ہیں — نام لیوا آپ کے ہیں گرچہ بدکردار ہیں

یک نظر اے رحمتِ عالَم بحالِ زارِ ما
تا بر آید باز از لطفِ عمیمت کارِ ما

آئی گُنبد سے نِدا اب ختم کر فریاد کو — جنّتِ اَرضی بنانے دے ذرا شدّاد کو
پنجۂ ظلم وستم کو تیز تر ہونے کو دے — طِفلکِ معصوم کو ماں باپ پر رونے تو دے
اور بڑھنے دے جہاں میں کفر کی تاریکیاں — اور ہونے دے نمایاں ظلم کی تاریکیاں
فاش ہونے دے سیَہ بختوں کی تیرہ بختیاں — عام ہونے دے مسلمانوں پہ پیہم سختیاں
چرخ تکنے دے مسلمانوں کو فرطِ یاس سے — عرش کو ہلنے دے کچھ دَم شدّتِ اِحساس سے
شانِ قہّاری خدا کی جوش میں آنے کو ہے — زلزلہ اِس محفلِ حق پوش میں آنے کو ہے
نَخُوت وناز وتکبُّر کے عَلَم گر جائیں گے — پھر وہی دیرینہ اِسلامی عَلَم لہرائیں گے
سنگِ رہ آخر کو اِک دن ہو رہے گا سنگِ میل — یعنی پھر فرعونیت ہوکر رہے گی غرقِ نیل
ٹوٹ جائیں گے جہانِ کفر کے جام وسُبو — ایک دن سر پر چڑھے گا بے گناہوں کا لُہو
خونِ انسانی سے کِشتِ ظلم پھل سکتی نہیں — کاغذی کشتی ہے یہ ڈوبے گی چل سکتی نہیں
ختم ہوجائے گا کیفیؔ یہ بھی وقتِ ناسعید — رات کی ظلمت سے پیدا ہوگی آخر صبحِ عید
باش اے گَردُوں کہ پھر اِک انقلاب آنے کو ہے — دیکھ پھر مسلم کا دورِ کامیاب آنے کو ہے

☆ ☆ ☆

از اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

لَـنَـا شَـمْـسٌ وَّلِلْاٰفَـاقِ شَـمْـسٌ
وَشَـمْـسِـیْ أَفْـضَـلُ مِـنْ شَـمْـسِ السَّمَـاءِ
فَـاِنَّ الشَّـمْـسَ تَـطْـلُـعُ بَـعْـدَ فَـجْـرٍ
وَشَـمْـسِـیْ تَـطْـلُـعُ بَـعْـدَ الْعِشَـاءِ

ترجمہ: ہمارا ایک سورج ہے اور دنیا جہان والوں کا ایک سورج ہے۔ اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے کیونکہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

مجھے گُل سے بڑھ کر ہے خارِ مدینہ

(از: خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ نور اللہ مرقدہٗ، خلیفۂ اجل حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

مبارک ہو اے بے قرارِ مدینہ — بُلاوا ہے یہ اِضطرارِ مدینہ
ہو طے جلد اے رہ گزارِ مدینہ — بہت سخت ہے انتظارِ مدینہ
الٰہی دِکھا دے بہارِ مدینہ — کہ دل ہے بہت بے قرارِ مدینہ
یہ دل ہو اور انوار کی بارشیں ہوں — یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زارِ مدینہ
ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ — ہو آنکھوں کا سرمہ غبارِ مدینہ
وہاں کی ہے تکلیف راحت سے بڑھ کر — مجھے گُل سے بڑھ کر ہے خارِ مدینہ
کبھی گِرد کعبہ کے ہوں میں تصدّق — کبھی جاکے ہوں میں نثارِ مدینہ
کبھی لطف مکہ کا حاصل کروں میں — کبھی جاکے لوٹوں بہارِ مدینہ
رہے میرا مَسکن حوالیٔ کعبہ — بنے میرا مدفن دیارِ مدینہ
پہونچ کر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے — وہاں رہ کے ہوں جاں سپارِ مدینہ
بصد عیش سوؤں میں تا صبحِ محشر — جو ہو میرا مرقد کنارِ مدینہ
مجھے چپّہ چپّہ زمیں کا ہو طیبہ — میں ایسا بنوں راز دارِ مدینہ
میں پسماندہ ہوں کیوں نہ حسرت سے دیکھوں — سوئے عازمانِ دیارِ مدینہ
وہاں جلوہ فرما حیاتُ النبیؐ ہیں — زہے زائرینِ مزارِ مدینہ
نمک بر جراحت ہے اُف ذکرِ طیبہ — کہ ہوں آہ میں دِلفگارِ مدینہ
میں جاؤں وہاں نیک اعمال لے کر — کہ یارب نہ ہوں شرمسارِ مدینہ
الٰہی بصد شوق مجذوبؔ پہنچے — یہ ناکام ہو کامگارِ مدینہ

السّلام اے مجتبیٰؐ و مصطفیٰؐ

(از: عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی نور اللہ مرقدہٗ، خلیفۂ اجل حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

السلام اے ذکرِ تو رُوحِ رواں — السلام اے یادِ تو جانانِ جاں
السلام اے جلوۂ نورِ اَحَدْ — السلام اے مظہرِ ذاتِ صَمَدْ
السلام اے مایۂ رازِ حیات — السلام اے وجہِ خَلقِ کائنات
السلام اے رحمۃ للعالمیں — السلام اے ہادیٔ دنیا و دیں
السلام اے عالِمِ اُمّی لقب — السلام اے سیّدِ وَالا نَسَب
السلام اے پیکرِ خُلقِ عظیم — السلام اے آیتِ ربِّ کریم
السلام اے رہبرِ راہِ صفا — السلام اے مجتبیٰؐ و مصطفیٰؐ
السلام اے رونقِ بزمِ زمیں — السلام اے نازِ عجزِ بندگی
السلام اے مونسِ بیچارگاں — السلام اے دستگیرِ بے کساں
السلام اے مَاْمَنِ و ما وائے ما — السلام اے والی ومولائے ما
آنکہ در عَقلَم نگُنجد شانِ تُست — در گُمانَم آنچہ نایَدْ آنِ تُست
ایں قَدَرْ دَانَم کہ ربِّ ذُوالجلال — آفرِیدَت مُنْتہائے ہر کمال

یا رسولَ اللہ بر تو صبح و شام
بے شمار از مَنْ دَرُودَسْت و سلام

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

شعر

تَعْصِیُ الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعُ
لَوْکَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّأَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعُ

ترجمہ: تم رسول ﷺ کی نافرمانی بھی کرتے ہو اور آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو؟ بخدا یہ تو نہایت ہی عجیب بات ہے، اگر تمھاری محبت میں صداقت ہوتی تو آپ ﷺ کی ضرور پیروی کرتے، کیونکہ محبّ ہمیشہ اپنے محبوب کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

جدید ایڈیشن تصحیح اور اضافہ کے ساتھ

حُبِّ رسول اکرم ﷺ
اور
اس کا تقاضہ

دعائیہ کلمات
نمونۂ اسلاف حضرت اقدس مولانا
مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب
دامت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

کلماتِ بابرکات
شیخ طریقت داعیٔ سنّت عالم ربانی
حضرت اقدس مولانا الشاہ منیر احمد صاحب
دامت برکاتہم، کالینا، ممبئی

مُؤلِّف
محمد مستقیم قاسمی بلرامپوری

ناشر
مدرسہ عربیہ مرکزی معراج العلوم پوکھرہ چھتہی، مہولی، کبیرنگر (خلیل آباد)